ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر خواجہ فراز آبادامی ❁

'دوہا چھند': عروضی حقیقت، ہیئت اور فنی ماہیئت

***Duha Chhand*: Prosodic reality, form, and artistic nature**

By *Head of Urdu Dept., JSS Degree College, Gokak, Karnatak, India.*

ABSTRACT

Doha Metre is related to Hindi Pingal Shastra but in Urdu Prosody also has Doha Wazn from different metre called Bahr can be derived. In this regard Prof. Unwan Chishti was the first to formulate a Wazn-e-Doha, on which Dr. Gyanchand Jain arranged 14 Arkan-e-wazn-e-doha. It is to be seen that what is the practical and technical reality of these couplets (Doha) in Urdu. It is discussed in detail in this article. And it has two parts, the first part deals with the Wazn-e-Doha, created in the title (Alif), and it is considered appropriate to review the arkaan (Foots) of the table of Dr. Jain. (In part B) Although this metre belongs to Hindi Bhasha Pingal, it can also be used very successfully for Urdu couplets (Doha).

Keywords: Hindi pingal, Aml-e-Zehafat (Catalexis), Wazn-e-Doha, Waqfa (Pause), Jadual, Hai'yat, Scansion.

میری یہ گفتگو دو حصوں میں منقسم ہے۔ اس کے پہلے حصے (الف) میں اس وزن کو زیرِ بحث لایا گیا ہے، جسے پروفیسر عنوان چشتی نے دوہے کے لیے ترتیب دیا ہے، اور دوسرے حصے (ب) میں ڈاکٹر گیان چند جین کے اس جدول (ارکانِ وزنِ دوہا) کا عروضی وفنی محاکمہ کیا گیا ہے، جسے اوزانِ دوہا کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

(الف)

جب بھی ہندی اور اردو کے مماثل اوزان کی بات ہوتی ہے، تو اس میں اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ کچھ اوزان

❁ صدر، شعبۂ اردو، جے ایس ایس ڈگری کالج، گوکاک، کرناٹک، ہندوستان

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

وبحور ایک دوسرے کے مماثل یا متبادل ضرور لائے جا سکتے ہیں، اور وہ بہ اعتبارِ عروض وفن بالکل درست اور مناسب تر ہوتے ہیں۔ ایسا کرنا غلط بھی نہیں، لیکن اس کے ساتھ ہوا یوں بھی ہے کہ ہر بحر و وزن کو ایک دوسرے کے مماثل یا متبادل لانے کی کاوش میں نہ صرف غلط اور لغو قسم کے اوزان ترتیب دیے گئے، بلکہ ان کو نئے شعری تجربے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مزید برآں ایسا کرنے میں بزعمِ خویش عروضیوں اور نام نہاد عروضیوں کا بڑا ہاتھ رہا ہے۔ یہ سچ ہے کہ نئے تجربات اپنی جگہ غلط نہیں، لیکن اصول وضوابط کو طاق پر رکھ کر ایسا کیا جانا، ہرگز یہ طریقۂ کار معتبر نہیں۔

'وزنِ دوہا' پر سب سے پہلے پروفیسر عنوانؔ چشتی نے اپنی کتاب 'عروضی اور فنی مسائل' (۱۹۸۵ء) میں ذیلی طور پر نہایت مختصراً ذکر کیا ہے، اور ایک وزنِ دوہا جسے دوہے کا بنیادی وزن سمجھا جاتا ہے، جب کہ اس کا کوئی عروضی جواز نہیں اور حقیقتاً ایک رعایتی وزن ہے۔ فاضل مصنف نے اسے کچھ اس طرح ترتیب دینے کی کوشش کی ہے اور اس کی شرح و وضاحت میں محض اتنا لکھا ہے:

''اس کا وزن یوں بن سکتا ہے:
فعلن فعلن فاعلن فعلن فعلن فاع''[۱]

ڈاکٹر گیان چند جینؔ نے وزنِ دوہا سے متعلق، ماہنامہ 'شب خون' میں اپنے مضمون 'اردو نظم اور اس کی اصناف' میں کچھ یوں لکھا ہے:

''اردو کے لحاظ سے اس کا مثالی وزن یہ ہے:
فعلن فعلن فاعلن فعلن فعلن فاع''[۲]

عنوانؔ چشتی صاحب اور ڈاکٹر جینؔ صاحب نے صرف ارکان تحریر کیے ہیں، اس کا کہیں ذکر نہیں کہ یہ ارکان کس بحر سے ماخوذ ہیں، نہ ہی وہ ان ارکان پر کوئی اعراب لگائے، نیز نہ اس کے سیاق و سباق پر کوئی فنی محاکمہ کرنا ضروری سمجھا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ پروفیسر عنوانؔ چشتی نے اس کی مثال میں پوری ایک غزل (اعجاز عبید، ص ۱۳۱) بہ طور نمونہ پیش کی ہے۔ جس کے بعض اشعار بحرِ متدارک کے اس مزاحف وزن میں ضرور قطع ہوتے ہیں اور بعض اس میں بالکل قطع نہیں ہوتے۔ جس کی وجہ سے ایک اور مغالطہ یہ پیدا ہوا کہ بعض لوگ اس کی تقطیع دو مختلف البحور سے حاصل شدہ اوزان میں کرنے لگے اور صحیح سمجھنے لگے، اور یہی روایت آگے بھی بڑھتی گئی۔ کچھ لوگوں نے تو اسے دوہے کا بنیادی وزن قرار دیا۔ اسی بات کے پیشِ نظر ڈاکٹر گیان چند جینؔ نے کچھ اشکال تشکیل دے کر ایک جدول تیار کیا، میرے ناقص خیال میں عین اقتضائے عروض وفن سے انحرافیت کی گئی ہے، جس

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

پر تفصیلی جائزہ ''دوہا چھند، نظامِ عروض کی روشنی میں'' (حصہ اول (ب) اور حصہ دوم) میں لیا گیا ہے۔

اوزانِ دوہا کومزید سمجھنے سے پہلے آیئے ہم دیکھیں کہ پروفیسر عنوان چشتی نے جس غزل کو وزنِ دوہا کی مثال میں (ص ۱۳۱ پر) بہ طور نمونہ پیش کی ہے، اس کے مصاریع درست اوزان میں قطع ہوتے ہیں یا نہیں؟ انھوں نے اپنی کتاب میں جو دوہے کا وزن لکھا ہے؛ وہ اس طرح ہے:

'فعلن فعلن فاعلن فعلن فعلن فاع'

ظاہر ہے کہ اس میں متذکرہ بالا غزل کے بعض اشعار کی تقطیع صحیح شمار نہیں ہوسکتی، اور جو بھی اسے بحرِ متدارک یا بحرِ متقارب کا وزن سمجھتے ہیں، وہ پہلے اس کی تقطیع دیکھ لیں۔

مصرعِ اولیٰ: ڈھونڈیں گے پھر ہم کہاں، ساگر ساگر پھول

بحر و وزن: فَعْلُنْ فَعْلُنْ فاعِلُنْ / فَعْلُنْ فَعْلُنْ فاعْ

فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فاعِلُنْ /	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فاعْ
ڈھونڈیں	گے پھر	ہم کہاں /	ساگر	ساگر	پھول

اب یہاں کوئی اسے بحرِ متدارک کا مزاحف وزن کہتا ہے تو بالکل درست، اور اس کا اصطلاحی نام ہوا؛ بحرِ متدارک مسدس مخبون مسکن، مخبون مسکن، سالم/مخبون مسکن، مخبون مسکن، مقصور، اور کیا اس کا مصرعِ ثانی بھی اسی وزن میں قطع ہوتا ہے؟ تقطیع دیکھیے:

اگلے برس جانے کہاں، جائے گا بہہ کر پھول:

فَعْلُ	فَعُولُنْ	فاعِلُن	فَعْلُ	فَعُولُنْ	فاعْ
اگلِ	برس جا	نے کہا	جاءِ	گ بہہ کر	پھول

معلوم ہوا کہ اس کا پہلا مصرع کسی وزن میں اور دوسرا مصرع کسی اور وزن میں چلا گیا، یعنی شعر مختلف الاوزان میں تقطیع ہوا۔ اس طرح ایسا کلام از روے عروض ناموزوں کے زمرے میں آئے گا۔ اس سے بہ خوبی سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ ارکان جو بحرِ متدارک کے نظر آتے ہیں، اس میں تبدیلی اور تغیر کی صورت وہیں نکل آتی ہے، جہاں عروض اس کی اجازت دیتا ہے، لیکن وہ ایسا نہیں کرتے، اور یہ وزن بحرِ متقارب کا بھی نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ اس کے (جزوِ اول) کے تیسرے رکن میں 'فاعلن' آیا ہے۔ جو لوگ اس وزن کو بحرِ متقارب سے منسوب کرتے ہیں، وہ عروض و فن کے اعتبار سے درست نہیں۔ دوسری سب سے اہم اور حیران کن بات یہ ہے کہ فاضل مصنف

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کی کتاب میں دوسرے ارکان کا کہیں بھی تذکرہ نہیں ملتا۔ بعد کے دوسرے لوگوں نے اسے بحرِ متقارب سے منسوب کر، اس طرح کی فاش غلطیاں کی ہیں۔

اسی غزل کا یہ مصرع بھی دیکھیے:

مصرع: دھن شاعر کے پاس کیا، ہوا، سمندر، پھول

فَعْلُن	فَعْلُن	فَاعِلُن	فَعَل	فَعُولُن	فَاعْ
دھن شا	عر کے	پاس کا	ہوا	سمندر	پھول

بحرِ متقارب کے مزاحف وزن میں کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ مصرعے کے دوسرے حصہ کا آغاز فَعْلُن کی بجاے فَعَل سے کیا گیا ہے۔ معلوم نہیں کہ ایسا کس بنیاد پر کیا جا سکتا ہے؟ اب یہ وزن نہ بحرِ متدارک کا ہے اور نہ بحرِ متقارب کا۔

آیئے ان کے صحیح عروضی اوزان دیکھیں۔ محولہ بالا مصاریع کی تقطیع بحرِ رجز مثمن کے مزاحف اوزان میں بہ حسن وخوبی کی جاسکتی ہے۔ اس کے ارکان بھی عروضی اعتبار سے بالکل درست ہیں۔

۱) ڈھونڈیں گے پھر ہم کہاں، ساگر ساگر پھول

بحر و وزن: مَفْعُولُن مُس تَفْ عِلُن مَفْعُولُن فَعْلَان (IS SS SS /S IS SS SS)

اصطلاحی نام: بحرِ رجز مثمن مطوی مسکن، سالم، مطوی مسکن، مطموس

اساسی ساخت (وزنِ دوہا): ۴۴ ۴۴ ۲ / ۴۴ ۳

مَفْعُولُن	مُس تَفْ عِلُن ر	مَفْعُولُن	فَعْلَان
ڈھونڈیں گے	پھر ہم کہاں ر	ساگر سا	گر پھول

۲) اگلے برس جانے کہاں، جائے گا بہہ کر پھول

بحر و وزن: مُفْتَعِلُن مُس تَفْ عِلُن مُفْتَعِلُن فَعْلَان (IS S SI SI /S IS SS SS)

اصطلاحی نام: بحرِ رجز مثمن مطوی، سالم، مطوی، مطموس

اساسی ساخت (وزنِ دوہا): ۲۳۲۳۳ / ۳۲۲۳

مُفْتَعِلُن	مُس تَفْ عِلُن ر	مُفْتَعِلُن	فَعْلَان

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اگلِ برس	جانے کہاں ر	جاءِ گ بہہ	کر پھول

۳) دھن شاعر کے پاس کیا، ہوا سمندر پھول

بحر و وزن: مَفعُولُن مُس تَف عِلُن رمُفَاعِلُن فَعْلَان (IS S SI SI /S IS SS SS)

اصطلاحی نام: بحرِ رجز مثمن مطوی مسکن، سالم، مخبون، مطموس

اساسی ساخت (وزنِ دوہا): ۴۴ ۳ ۲ / ۳ ۳ ۲ ۳،

مَفعُولُن	مُس تَف عِلُن ر	مُفَاعِلُن	فَعْلَان
دھن شاعر	کے پاس کا ر	ہوا سمن	در پھول

یہاں ایک ضروری وضاحت کرنی ہے کہ مفتعِلُن کی جگہ بہ عملِ تسکینِ اوسط مفعُولُن رکھ سکتے ہیں اور مفعُولُن کی جگہ مفتعِلُن لانا درست ہے۔اس کے یہ ارکان بہ اعتبارِ عروض بالکل صحیح اور درست ہیں۔ اس ضمن میں شمس الرحمان فاروقی صاحب لکھتے ہیں:

''وہ تمام بحریں جن میں مفتعِلُن آتا ہے، مفتعِلُن کی جگہ مفعُولُن قبول کرتی ہیں۔''(۳)

ایک اور نکتہ کی طرف اشارا کرنا بھی ضروری ہے، وہ یہ کہ مس تف علن میں حکمِ معاقبہ کے تحت مفتعِلُن، مفعُولُن اور مَفَاعِلُن ان سب ارکان کو ایک دوسرے کی جگہ لا یا جانا درست ہے۔اسی طرح فَعِلُن کی جگہ فَعْلُن، فَعْلُن کی جگہ فَعِلُن اور فَعِلَان کی جگہ فَعْلَان، فَعْلَان کی جگہ فَعِلَان؛ رکھنا جائز ہے۔

اسی غزل میں کچھ مصاریع یوں بھی درج ہیں:

چھینکے بھی تو اٹھائے کون، بانٹے بھی تو کسے

مصرعے کے پہلے جزو میں ۱۴ ماترائیں لائی گئی ہیں، اور دوسرے جزو میں ۱۰ ماترائیں، جب کہ یہ بھی کلیتاً ۲۴ ماترائیں ہوتی ہیں۔اس کی یہ ترتیب وزنِ دوہا کی نہیں ہوسکتی۔ گو کہ اس طرح کے دوہے بھی لکھے جاتے رہے ہیں، اور یہ فن کی انحرافیت نہیں تو کیا ہے؟

اسی طرح یہ مصاریع بھی وزنِ دوہا پر صحیح نہیں اترتے۔

سورج پر تو ابر تھا، کرنیں کیسے آئیں

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

جزوِاول میں ۱۳ ماترائیں اور جزوِدوم میں ۱۲ ماترائیں آئی ہیں۔

تاروں   کا   پردہ   ہٹا،   اور   کوئی   دیوی

جزوِاول میں ۱۳ ماترائیں اور جزوِدوم میں ۱۱ ماترائیں آئی ہیں۔'اور کوئی دیوی' فَعِل فَعْلُن فَعْلُن اس وزن میں تقطیع سے اس کے ۱۱ حروف ہوں گے، لیکن یہ دوہے کے دوسرے جزو میں آنے والے ارکان نہیں۔

وزنِ دوہا کے رکنِ آخر یا آخرِ مصرع میں فَاع، فَعُو ل، فَعْلَان (گرو لگھو IS، جگن ISI، تگن ISS) لازماً ہو۔ جس کا اس کے بعض مصاریع میں خیال نہیں رکھا گیا۔ پھر بھی اس طرح کی انحرافیت اردو اور ہندی دوہوں میں پائی جاتی ہے۔

یہاں بحث یہ بالکل نہیں کہ غزل وزنِ دوہا میں ہے یا نہیں، بات صرف اتنی ہے کہ وزنِ دوہا کو صحیح طور پر اخذ نہیں کیا گیا، نتیجتاً اس طرح کے مغالطے بڑے بڑوں سے ہوئے ہیں۔ موصوف چوں کہ جدید اردو غزل میں عروضی تجربے کی بات کر رہے ہیں، اس لیے امثلہ میں پوری ایک غزل پیش کی ہے۔ جس کے بعض مصاریع وزنِ دوہا میں درست نہیں، ان کی نشان دہی کر، اس کا ازالہ مقصود تھا؛ اور صحیح اوزان کی نشان دہی کی گئی ہے۔

دوہا نگاری پر بہت ساری کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ ان میں بھی دوہے کی فنی لوازمات کی طرف نسبتاً بہت کم توجہ دی گئی ہے، دوہے کی عروضی اوزان اور ہیئت کو سمجھنے کے لیے کوئی صراحت نہیں ملتی، البتہ دوہے سے متعلق پہلے کی جن کتابوں میں ذکر ملتا ہے، وہ 'قواعد العروض' ہے، بہت ضخیم کتاب ہے، جس میں عروض اور پنگل پر کافی حد تک تفصیلات ملتی ہیں۔ اس میں بھی دوہے کی بابت جو کچھ مرقوم ہے، وہ قدرے مختصر ہے، لیکن جامعہ ہے؛ اسی مختصر بیان کے ساتھ وہ نقشہ بھی شامل ہے، جس میں دوہے کی اقسام، لگھو، گرو کی تعداد، کل اکشر اور ان کے نام مندرج ہیں۔ قدرؔ بلگرامی نے اپنی اس کتاب میں دوہے کا وزن تو نہیں لکھا، لیکن ایک جگہ صفحہ نمبر ۱۳۳۱ پر اشارتاً جو لکھا ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وزنِ دوہے کا ذکر اسی کتاب سے ہوتا ہے اور وزن یوں دیا ہے؛ فعلن فعلن فاعلن +فعول فعلن فاع، اور اس کے بارے میں لکھا ہے ''یہ وزن دوہا اور سورٹھا سے ملتا جلتا ہے۔'' پھر آگے 'بھرمر' کی مثال میں رامؔ شاہ آبادی کا ایک دوہا پیش کیا ہے:

واکے   نینا   ناسکا،   کینچی   سے   درشات

پریمی   کے   جی   بستروت،   تاسے   کاٹے   جات(۴)

اس محولۂ بالا دوہے کے تحت جو وزن بنتا ہے، وہ یوں ہے:

۱) فَعْلُن فَعْلُن فَاعِلُن/فَعْلُن فَعْلُن فَاع (IS SS SS /S IS SS SS)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اصطلاحی نام: بحرِ متدارک مسدس المضاعف مخبون مسکن، مخبون مسکن، سالم/مخبون مسکن، مخبون مسکن، مطموس

۲) مَفعُولُن مُس تَف عِلُن/ مَفعُو لُن فَعَلَان (IS SS SS /S IS SS SS)

اصطلاحی نام: بحرِ رجز مثمن مطوی مسکن، سالم، مطوی مسکن، مخبول اعرج مسکن

دوہے کے دونوں مصرعے ان مسلمہ اوزان میں بہ خوبی تقطیع کیے جا سکتے ہیں۔ پروفیسر عنوان چشتی نے وزن نمبر ا کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے، یہاں تک تو بات قابلِ قبول ہے، لیکن دوہوں کے مصرعے جب دو مختلف بحور کے محصول کردہ اوزان میں قطع کیے جاتے ہیں، تو صراحت کی جانی چاہیے کہ ایسا کس اصول کے تحت کیا جاتا ہے۔ امیر خسروؒ کا ایک مشہور دوہا ہے:

گوری سووے سیج پر، مکھ پر ڈارے کیس
چل خسروؔ گھر آپنے، رین بھئی چھو دیس (۵)

اس دوہے کا پہلا مصرع مندرجہ بالا وزن نمبر ا میں درست طور پر قطع ہوتا ہے، لیکن دوسرا مصرع اس میں بالکل موزوں نہیں کیا جا سکتا، جب تک کہ مختلف بحور کے اوزان کا اختلاط نہ ہو۔ مثلاً یہ وزن دیکھیے:

فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاعِلُنْ/فَعْلُ فَعُولُ فَعُولُ (یہ وزن ڈاکٹر گیان چند جین کے جدول میں درج ہے) اس کی تفصیل میرے مضمون ''دوہا چھند نظامِ عروض کی روشنی میں۔ ۲'' دیکھ سکتے ہیں۔ متذکرہ وزن کی وضاحت میں یہ عرض کر دوں کہ اس کا پہلا جزو بحرِ متدارک سے محصول ہے، اور پھر اس کا دوسرا جزو بحرِ متقارب سے حاصل شدہ ہے، ایسا کرنا عروضی اور فنی اعتبار سے کسی صورت درست نہیں۔ البتہ میں نے اس وزن کو بحرِ کبیر مسدس سے مسلمہ اصول کی روشنی میں استخراج کیا ہے، اور اس کا اصطلاحی نام یوں بنتا ہے:

'بحرِ کبیر مسدس المضاعف مطوی اصلم، مرفوع مخبون مخنق، مخبون مخنق/ مطوی اصلم، مرفوع مخبون، مرفوع مخبون موقوف' (۶) (تفصیل میرے مضمون ''دوہا چھند نظامِ عروض کی روشنی میں۔ ۲'' دیکھ سکتے ہیں)

یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ بعض بڑے بڑوں سے اس دوہے کی تقطیع میں تسامحات ہوئے ہیں۔ صاحبِ 'آہنگ اور عروض' ڈاکٹر کمالؔ احمد صدیقی نے مندرجہ بالا دوہے کی تقطیع جس وزن میں کی ہے، وہ ملاحظہ کیجیے:

گوری (فعلن) سووے (فعلن) سیج (فعْلُ) پر (فع) مکھ پر (فعلن) ڈارے (فعلن) کیس (فعْل)

چل خس (فعلن) روگھر (فعلن) آپ (فعْلُ) نے (فع) رین (فعلُ) بھئی چھہ (فعولن) دیس (فعْل)

ایسا لگتا ہے کہ موصوف نے جوں توں کر کے تقطیع کر ڈالی ہے، اور اس پر ان کی وضاحت بھی مضحکہ خیز

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

معلوم ہوتی ہے، لکھتے ہیں :

''دونوں مصرعے اپنی جگہ بطرزِ دگر معقد شعر ہیں۔مصرع کے پہلے حصے میں چار رکن صدر، دو حشوین، اورعروض۔ اور یہاں عروض وقفہ ہے۔ دوسرے حصے میں ابتدا ایک حشو اور ایک زیادہ ساکن کے ساتھ ضرب۔''(۷)

فاضل مصنف نے اس پورے متن میں ایک الجھن سی پیدا کر دی ہے، پہلے تو اس کی مضاعف صورت ہی بگاڑ دی، اور تقطیع بھی غلط ڈھنگ سے ہے۔

معروف عروض داں اور شاعر علامہ شارقؔ جمال ناگپوری سے حضرت امیر خسروؒ کے اس دوہے کی بحر و وزن کو حاصل کرنے میں تسامح ہوا ہے، موصوف نے بھی اس کی تقطیع کچھ اس طرح سے کی ہے:

گوری سووے سیج پر، مکھ پر ڈارے کیس
فَعْلُن فَعْلُن فَاعِلُن / فَعْلُن فَعْلُن فَاع

چل خسروؔ گھر آپنے، رین بھئی چھو دیس
فَعْلُن فَعْلُن فَاعِلُن / فَاع فَعَل فَعْلَان(۸)

علامہ نادم بلخی نے اس دوہے کے مصرعِ اولیٰ کی تقطیع جس وزن میں کی ہے، ذرا وہ بھی دیکھیے:

گوری سووے سیج پر، مکھ پر ڈارے کیس
فَعْلُن فَعْلُن فَاعِلُن / فَعْلُن فَعْلُن فَاع

اوپر امثلہ میں دیے گئے دونوں (رامؔ شاہ آبادی اور امیر خسروؒ) کے دوہے بحرِ رجز مثمن کے مزاحف وزن میں بہ خوبی اور درست نہج پر قطع کیے جا سکتے ہیں۔ امیر خسروؒ کے دوہے کی تقطیع مندرجہ ذیل وزن میں دیکھیے:

گوری سو/وے سیج پر/مکھ پر ڈا/ رے کیس
مَفْعُولُن / مُس تَف عِلُن / ۰ مَفْعُولُن / فَعْلَان

چل خسرو /گھر آپ نے/رین بھئی /چھو دیس
مَفْعُولُن / مُس تَف عِلُن /مُفْتَعِلُن / فَعِلَان

ایک اہم نکتہ ذہن نشین رہے کہ یہاں عملِ معاقبہ کے تحت مُفْتَعِلُن کی جگہ مُفَاعِلُن، اور مُفَاعِلُن کی جگہ مُفْتَعِلُن رکھ سکتے ہیں، اور ان دونوں کی جگہ مَفْعُولُن (مطوی مسکن) کو رکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، اسی طرح فَعِلَان کی جگہ اس کی مسکن صورت فَعْلَان ایک دوسرے کی جگہ لانے کی اجازت ہے۔ اس طرح ایک شعر، دوہے،

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

غزل یا نظم میں ان کا اختلاط جائز و درست ہے۔

یہاں ضمنی طور پر اس بات کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری ہے کہ وزنِ دوہا کے لیے مسدس اوزان (مضاعف صورت میں) حاصل کر لیے گئے ہیں، جب کہ مثمن اوزان اصولاً استخراج کیے جا سکتے ہیں، اور اصولِ دوہا پر پورے اترتے ہیں، ان کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے؛ یا ہماری یہ کج فہمی ہے۔ اصل بات کہیں تو مسدسہ اوزانِ دوہا اختلاطِ بحور سے محصول کیے گئے ہیں، جو عین اقتضاے عروض وفن سے انحرافیت رکھتے ہیں۔

ایسا نہیں کہ مثمن اوزان کے بارے میں کہیں لکھا نہیں گیا ہے، چند کتابوں میں مثمن اوزانِ دوہا کا ذکر ضرور ملتا ہے، 'شعورِ عروض' میں کچھ اوزانِ دوہا مثمن طور پر درج کیے گئے ہیں، لیکن اس میں بھی وضاحت کی کمی ہے۔ مثلاً یہ دوہا دیکھیے:

کام نہ آ/ ئے وقت پر /وہ جتنی/ بھی دھار
مُفْتَعِلُنْ / مُس تَف عِلُنْ/ مَفْعُوْلُنْ/ فَعْلَان

دنیاتے/ ری دوستی /لکڑی کی / تلوار
مَفْعُوْلُنْ / مُس تَف عِلُنْ/ مَفْعُوْلُنْ/ فَعْلَان (۹)

مذکورہ بالا کتاب میں کل آٹھ اوزانِ دوہا تحریر کیے گئے ہیں، جن میں چار صحیح ہیں، اور چار غلط۔ یعنی اوزانِ دوہا کی ترتیب میں بنیادی ساخت کا خیال نہیں رکھا گیا اور دوہوں کی تقطیع بھی درست طور پر نہیں کی گئی۔

مشہور شاعر ندا فاضلی کا ایک دوہا یوں تقطیع کیا گیا ہے:

لڑکا بو/ لا دیکھ کے / مسجد عا / لی شان
مَفْعُوْلُنْ / مُس تَف عِلُنْ/ مَفْعُوْلُنْ/ فَعْلَان

اللہ تے/ رے ایک کو / اتنا بڑا / مکان
مُس تَف عِلُنْ / مُس تَف عِلُنْ/ مُس تَف عِلُنْ/فَعُوْل (۱۰)

مذکورہ بالا دوہے کے دوسرے مصرعے کے پہلے جزو میں ۱۴ حروف (۱۴ ماترائیں) لائی گئی ہیں، جو صحیح نہیں ہے۔ اصل دوہے میں 'لڑکا' کی جگہ 'بچہ' ہے، اور اللہ چار حرفی ہی صحیح ہے۔ جیسے: ع: اللہ اللہ حسن کی یہ پردہ داری دیکھیے (آرزو)، ع: اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اس کی (میر)، ع: اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم اللہ اللہ (غالب)۔ درست تقطیع مع وزنِ دوہا ملاحظہ کیجیے:

بچہ بو/ لا دیکھ کے / مسجد/ عا لی شان

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مَفْعُوْلُنْ / مُس تَفْ عِلُنْ/ فَعْلُنْ/ مَفْعُوْلَان

اللہ تے/ رے ایک کو / اتنا / بڑا مکان

مَفْعُوْلُنْ / مُس تَفْ عِلُنْ/ فَعْلُنْ/مُفَاعِلَان

اس وزن میں 'مُس تَفْ عِلُنْ' کے فروعات آخرِ رکن 'مُفَاعِلَان'، 'مُفْتَعِلَان' اور 'مَفْعُوْلَان' ایک دوسرے کی جگہ بہ حسن وخوبی لائے جاسکتے ہیں۔ کندن لال کندنؔ دہلوی نے بھی اپنی کتاب 'عروضِ پنگل وخلیل' میں دوہے کے ۱۸ مثمن اوزان کو درج کیے ہیں، جن میں صرف ۴ ہی بہ اعتبارِ عروض و پنگل درست قرار دیے جا سکتے ہیں۔ ایک جگہ وہ خود یوں رقم طراز ہیں:

> یعنی بناوٹ میں ۳۔ ۳۔ ۲۔ ۳۔ ۲ = ۱۳ کل ماترا ہوں اور چوتھے استھان پر تیسرے وتد کی صورت وتدِ مفروق ہونی چاہیے۔[۱۱]

اسی میں آگے لکھتے ہیں:

> اس کی بناوٹ ۴-۴-۳-۲ = ۱۳ ماترا کی ہو، اس کے تیسرے استھان پر بھی وتدِ مفروق (SI) ہی ہو، وتدِ مجموع نہیں۔[۱۲]

یہ بات بڑی تعجب خیز ہے کہ وہ خود ہی اس قاعدے پر عمل پیرا نہیں ہو سکے، خوفِ طوالت مانع ہے، اس لیے ایک ہی مثال پیش کرنا چاہتا ہوں، یہ وزن دیکھیے:

فَعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ/مَفْعُوْلُنْ مَفْعُوْل

اس کے پہلے جزو میں ۴-۴-۳-۲ ہے، اس کے تیسرے استھان میں وتدِ مجموع (IS) آیا ہے، جب کہ یہاں اصولاً وتدِ مفروق (SI) ہونا لازمی ہے۔ تاہم دوہے کے مخصوص اوزان کو لے کر بے شمار غلط فہمیاں اور غلطیاں دونوں ہی رہی ہیں، کچھ حضرات تو اس کے ارکان یوں لکھتے ہیں:

۱) فَعْلُ فَعُوْلُنْ فَعْلُ فَعْ / فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاعْ

۲) فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَعْلُ فَعْ / فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاعْ

۳) فَعْ فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَعَلْ / فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاعْ

تیسرا وزن بہت خراب صورت میں ہے۔ اس کی یہ ہیئت ہی بہ اعتبارِ عروض وفن مکروہ سمجھی جاتی ہے۔ ہر چند کہ اس حقیقت سے انکار نہیں، یہ فروعات بحرِ متقارب کے رکن 'فَعُوْ لُنْ' سے محصول ہوتے ہیں، لیکن جس ترتیب سے ارکان لائے گئے ہیں، وہ وزن کی ہیئت پر بدنما داغ کی طرح ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ بحرِ متقارب سے

وزنِ دوہا حاصل ہی نہیں کیا جا سکتا۔

مذکورہ بالا اوزان بہ صورتِ مضاعف غلط طور پر منقسم ہوئے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ کوئی بھی وزن یا بحر دولخت ہونے سے صورتِ مضاعفہ میں اس کے ارکان برابر منقسم ہونا چاہیے۔ مثلاً: مربع مضاعف (مَفاعیٰ لُنْ مَفاعِلُنْ)، یعنی مصرع میں چار رکن، شعر میں آٹھ رکن۔ مسدس مضاعف (مَفاعیٰ لُنْ مفاعِلُنْ مفاعیٰ لُنْ)، یعنی مصرع میں چھے رکن، شعر میں بارہ رکن۔ مثمن مضاعف (مَفاعیٰ لُنْ مفاعِلُنْ مفاعیٰ لُنْ مفاعِلُنْ)، یعنی مصرع میں آٹھ رکن، شعر میں سولہ رکن؛ وغیرہم۔ شمس الرحمان فاروقی صاحب نے اس سلسلے میں جو بات کہی، وہ بالکل درست ہے:

> مضاعف بحروں کی شرط یہ ہے کہ ان کے موازین کی تعداد دو سے برابر تقسیم ہو سکے اور جب بھی ایسا ہوگا، آدھا مصرع ختم ہونے پر وقفہ ضروری ہوگا۔ (۱۳)

مندرجہ اوزانِ بالا میں جزوِ اول میں چار ارکان، اور جزوِ دوم میں تین ارکان لائے گئے ہیں۔ مضاعف کی یہ ترتیب اصولاً غلط۔ اور اگر اسے یوں مان لیا جائے کہ یہ وزن ہفت رکنی ہے تو اس میں بھی قباحت ہے کہ اس وزن کے حشو اور صدر و ابتدا میں 'فَعْ' رکھا گیا ہے، جو آخرِ رکن صحیح ہے۔ اور تو اور، ان اوزان کو کسی بھی طرح بحرِ متقارب سے منسوب کرنا فنِ عروض کی تئیں عدم واقفیت کی بین دلیل ہے۔

ارکانِ وزنِ دوہا لکھنے میں اکثر غلطیاں ہوتی رہی ہیں۔ شمس الرحمان فاروقی صاحب نے بھی اس کے ارکان یوں لکھتے ہیں:

> ''ہندی کے دوہے میں وقفے کا تصور اس کی موزونیت کا جز ہے۔ مثال کے طور پر دوہے کے بعض اوزان یوں ہیں:
> فعلن فعلن فاعلن / فعلن فعلن فعل (فعلن بہ سکون عین)
> فعلن فعلن فاعلن / فعلن فعلن فعل (بہ تحریک عین فعلن)
> فعلن فعلن فاعلن / فعلن فعلن فعل (دوسرے اور چوتھے فعلن میں عین متحرک ہے فعل میں عین ساکن ہے)'' (۱۴)

فعل میں عین ساکن ہے، اور لام بھی ساکن ہی ہے۔ اس رکن کو یوں لکھا جانا کوئی بڑی غلطی تو نہیں ہے، لیکن اسے مروجہ طریقہ سے 'فَاعْ' لکھنا چاہیے، تاکہ کوئی التباس پیدا نہ ہو۔ اس 'فاع' میں کوئی اعراب لگائیں یا نہ لگائیں، سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ 'الف' ساکن ہے اور آخرِ رکن ساکن کے بعد دوسرا ساکن آتا ہے۔ فَعْلُ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

عام طور پر صدر و ابتدا کا رکن ہے ۔حشوین میں بہ عملِ تخنیق کی وجہ سے اس کی یہ صورت نظر آتی ہے اور فَاعِ لَاتُنْ اور مَفْعُوْلَاتُ سے حاصل ہونے والا جو رکن ہوتا ہے، اسے عام طور پر فَاعِ لکھا جاتا ہے۔ارکان کے املا کی طرف کچھ خاص خیال نہیں دیا جاتا، جس کی وجہ سے بھی اوزان میں بڑی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں ۔

ایک عجیب سی صورتِ حال ہے، وزنِ دوہا کے معاملے میں یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ چند معتبر شخصیات اپنے خیال کو دخل دے کر اس طرح کے کچھ اوزان تشکیل دینے کی سعیٔ لا حاصل کرتے ہیں، جو قواعدِ عروض کے اعتبار سے نہ صرف غیر حقیقی ہوتے ہیں، بلکہ غیر عروضی بھی ہوتے ہیں ۔معلوم نہیں وہ یہ کیسے بھول جاتے ہیں کہ عروض کا اپنا صوتی نظام ہے اور ایک متعین نظام ہے۔ واقعتاً عروض کی بنیاد ارکان ہیں، ماترائیں نہیں؛ چوں کہ عروض میں زحافات کا عمل ارکان پر ہوتا ہے، اس لیے ماتراؤں کا حساب برابر کرنے کے لیے عروضی ارکان (عروضی اَشکال کہنا چاہیے) گھڑ لیے جاتے ہیں ۔ یہاں ایک اور اہم نکتہ یاد رکھنا ہوگا کہ بھاشا میں لگھو کو گرو، اور گرو کو لگھو پڑھا جاتا ہے، جو یہاں بالکل جائز و درست ہے۔اسی بات کے مدِ نظر عظمت اللہ خان نے ایسا تجربہ کرنے کی کوشش کی، لیکن ان کا یہ کار مستحسن نہیں رہا۔

آگے بڑھنے سے پہلے مزید وضاحت دیکھیے، ہمارے عروض میں بھی لگھو کو گرو اور گرو کو لگھو ایسی جگہ پڑھا جا سکتا ہے، جہاں حکمِ معاقبہ کے تحت اس کی اجازت ہوتی ہے۔مثلاً یہ ارکان ملاحظہ کیجیے:

۱۔سالم رکن مُسْ تَفْ عِلُنْ سے حاصل ہونے والے یہ فروعات
مُفْتَعِلُنْ ((SIIS۔مُفَاعِلُنْ (SISI)۔ مَفْعُوْلُنْ (SSS)

۲۔سالم رکن مَفْعُوْلَاتُ سے حاصل ہونے والے یہ فروعات
فَاعِ لَاتُ (ISSI)۔مُفَاعِیلُ (ISIS)

۳۔سالم رکن فَاعِ لَاتُنْ سے حاصل ہونے والے یہ فروعات
مُفْتَعِ لُنْ ((SIIS۔فَاعِ لَاتُ (ISSI)۔مَفْعُوْلُنْ

۴۔سالم رکن مُفَاعِیْلُنْ سے حاصل ہونے والے یہ فروعات
مُفَاعِلُنْ (SISI)۔مُفَاعِیلُ (ISIS)

۵۔سالم رکن فَاعِلَاتُنْ (SSIS) کی جگہ فَعِلَاتُنْ (SSII)۔فَعْلَاتُنْ (SSS)

مذکورہ بالا یہ تمام ارکان ایک دوسرے کی جگہ رکھے جا سکتے ہیں، بہ شرط یہ کہ ان کا اشتراک مختلف بحروں سے نہ ہو یعنی کہ جس بحر کے رکن سے یہ فروعات حاصل ہوتے ہیں، اسی وزن میں ان کو بلا کراہت لایا جا سکتا ہے۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مزاحف اوزان کو حاصل کرنے میں جو اصول کارفرما ہیں، انھیں پیشِ نظر رکھنا چاہیے، کچھ لوگ یوں ہی بے تکی باتیں بھی کہہ جاتے ہیں، عروضی وفنی محاکمہ کرنا ضروری نہیں سمجھتے اور چند حضرات بلاتحقیق وتجزیے کے دو مختلف بحور کے اشتراک سے وزنِ دوہا کو خلق کرنے کی بات بھی کرتے ہیں۔اس سے زیادہ عروضی جہالت کا جواز کیا پیش کیا جائے۔ پروفیسر عظیم الرحمان لکھتے ہیں:

> بحرِ متدارک یا متقارب میں دوہا کی تقطیع کی کوشش ہوسکتی ہے مگر الجھن ہوگی۔
> ۱۳ + ۱۱ ماترا کے مصرعوں کو دوہا چھند کہتے ہیں۔(۱۵)

یعنی ان کے نزدیک دوہا چھند کی یہ صورت ہوتی ہے، 'فعلن فعلن فاعلن فَعَل فَعُولُن فاع' بحرِ متقارب سے دوہے کا وزن حاصل کیسے کرسکتے ہیں، اس کی بھی ذرا وضاحت ہونی چاہیے۔

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ وزنِ دوہا ابتدائی طور پر بھی اصول وضوابط کے نظام سے عمل پیرا ہوتے ہوئے نظر نہیں آتا، اور ایک دوسری وجہ یہ ہے کہ اس پر بڑے بڑے لوگوں کی آرائیں بھی ایک غلط روش کو عام کرنے میں مددگار ثابت ہوئیں۔

'دوہا رنگ' میں احمد ندیم قاسمی صاحب کا ایک اقتباس یوں نقل کیا گیا ہے۔

> بیش تر دوہے جس بحر میں لکھے جاتے ہیں وہ قدیم دوہے کی مسلمہ بحر میں ہے۔یہ بحر فعلن فعلن فعلن فعلن فاع کی ہے۔ حالاں کہ دوہے کا وزن فعلن فعلن فاعلن فعلن فعلن فاع ہونا چاہیے۔(۱۶)

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۵ پر ایک اقتباس ہے، جو قولِ فیصل کا کام کرتا ہے:

> اس ضمن میں پروفیسر گیان چند نے ''فعلن فعلن فاعلن'' کے تحت ۱۴ مختلف صورتوں پر مشتمل جو نقشہ ترتیب دیا ہے، وہ ہر قسم کی تقطیع کے لیے حرفِ آخر کا حکم رکھتا ہے۔''(۱۷)

محولۂ بالا اقتباسات سے مجھے کوئی حیرت نہیں ہوئی، جنھوں نے یہ لکھا ہے، ظاہر ہے ان کا عروض میں ایسا کوئی دخل نہیں ہے؛ لیکن اس طرح کی باتوں نے ہی وزنِ دوہا میں تسامحات اور اغلاط کی راہیں ہموار کی ہیں۔بعد میں لوگوں نے اس جیسے بے بنیاد اقوال اور سوچے سمجھے بغیر لکھے گئے اقتباسات کو دلیل و جواز کا درجہ عطا کیا، جو نہ صرف نامعقول ہے، بلکہ اس کی ہم نوائی اضحوکہ ہے، غلط ہے؛ گمراہ کن بھی ہے۔کسی بھی ادب وفن میں یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ فنی تجزیے کے بغیر دوسروں کی دیکھا دیکھی وہی وتیرہ اختیار کریں، جو کسی نے اپنی ناسمجھی کے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

سبب اختیار کیا، اور اسی بات کو کسی دوسرے نے، پھر تیسرے نے۔ شاید کہ وزنِ دوہا کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہے، اس موقع پر مجھے یہ چند اقوالِ ذیل بہت مناسب معلوم ہوتے ہیں:

شروع شروع میں چند ہی لوگ ہوتے ہیں، مگر بعد کو انھیں دو چار یا دس بیس کا لکھا ہوا سند بننے لگتا ہے اور بہت سے لوگ غلطیاں کرنے لگتے ہیں۔ [۱۸]

ایک لکھنے والا، اپنی رائے کو دخل دے کر، ایک غلط راہ اختیار کرتا ہے؛ اور دوسرے بغیر تحقیق کیے ہوئے اس غلطی کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔ [۱۹]

یا یہ قول شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ: ع: تھا جو ’نا خوب‘، بتدریج وہی ’خوب‘ ہوا۔ [۲۰]

دوہے سے متعلق بڑی لمبی گفتگو ہو چکی، اس ضمن میں مزید کچھ کہنے کا ارادہ نہیں ہے، لیکن دوہے پر جب بحث ہو رہی ہو اور جمیل الدین عالیؔ کا ذکر نہ کیا جائے تو میرے خیال میں یہ گفتگو ادھوری رہ جائے گی، اگرچہ کہ یہ مبحث الگ ہے، انھیں دوہے کا شاعر مانا جائے یا نہ مانا جائے؛ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انھوں نے جسے دوہا سمجھ کر لکھتے رہے یا مشاعروں میں پڑھتے رہے، جس پر عوام نے بھی خوب داد و تحسین سے نوازا۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہونی چاہیے کہ عالیؔ نظم و غزل کے بڑے شاعر ہیں، لیکن انھیں جس سے شہرت حاصل ہوئی، وہ ان کی دوہا نگاری ہے۔ میں بھی یہاں دوہا نگاری اس لیے کہہ رہا ہوں کہ عام طور پر اُن کی اِن ذو مصراعی نظموں کو دوہا سمجھا جاتا رہا ہے۔ یہ بھی کچھ کچھ ایسا ہی معاملہ ہے کہ جیسے علامہ اقبالؒ کی رباعیات کا ہے۔ ان کے قطعات کو ایک طبقہ رباعیات کہنے پر مصر رہا، جس میں ڈاکٹر سید عبداللہ، محمد حسن عسکری، گوپی چند نارنگ، مولوی عبدالحق اور عبدالمغنی جیسے قد آور نام شامل ہیں؛ عندلیبؔ شادانی تو اپنی کتاب ’تحقیقات‘ میں اقبالؒ کے قطعات کو کسی طرح رباعیات کے زمرے میں رکھنے کی ضد میں نظر آتے ہیں۔ جب کہ خود اقبالؒ نے اس غلطی کو مان چکے تھے کہ انھیں بابا طاہرؔ عریاں ہمدانی کی کتابوں کے نام سے یہ تسامح ہوا تھا۔ ان کے اس اعتراف سے اقبالؒ کا قد چھوٹا نہ ہوا اور نہ ہوگا۔

ایسے تسامحات صرف کلامِ اقبالؒ میں نہیں ملتیں، بلکہ دوسرے بڑے بڑے شعرا کے کلام میں بھی شعوری یا لا شعوری طور پر عروضی و فنی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، بایں ہمہ ان کی شاعرانہ عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نہیں معلوم کچھ لوگ کیوں ایسے کلام کو کھینچ تان کر کسی نہ کسی طرح صحیح ٹھہرانے کی جی توڑ کوششیں کرتے ہیں۔

جمیل الدین عالیؔ کی ذو مصراعی نظموں کے متعلق اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی ان نظموں کے لیے جس زبان، اسلوب یا ایک منفرد طریق اپنایا اور جس خوبی سے برتا، وہ انھیں کا حصہ ہے، ان کی یہ نظمیں دوہے کے وزن میں تو نہیں ہیں، لیکن مخصوص طرزِ ادائیگی نے دوہے جیسا رنگ، بلکہ اس سے کہیں زیادہ خوب صورت رنگ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

پیدا کیا اور اسے انتہائے کمال تک پہنچایا؛ جس پر دوہے کا دھوکا ہوتا ہے اور وہ خود ہی اس دھوکے میں آئے۔ڈاکٹر گیان چند جین نے اپنی کتاب ''اردو کا اپنا عروض' میں عالی کے دوہوں پر یوں رقم طراز ہیں:

''لاکھ دل نہ چاہتے ہوئے بھی کہنا پڑتا ہے کہ یہ دوہا نہیں ہے۔''(۲۱)

میرا یہ ماننا ہے، عالی خود اس دھوکے میں رہے، جب تک انھیں اس بات کی خبر ہوتی، تب تک کافی دیر ہو چکی تھی اور پھر آخر کار انھیں یہ لکھنا پڑا:

نہ مجھے سورٹھا کہنا آیا، نہ دوہا، نہ سَوَیاّ
اپنی ہی موج میں بہتی جائے میری کویتا نیاّ(۲۲)

عالی کی دوہا نگاری پر سمیع اللہ اشرفی یوں لکھتے ہیں:

اگر اس قسم کے دوہے کو دوہا نہ کہہ کر بیت کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔(۲۳)

ڈاکٹر سید مبارک علی اپنی رائے کچھ یوں رکھتے ہیں:

وہ تمام اردو دوہے جن کا فارم جمیل الدین عالی، پرتو روہیلہ وغیرہ کے کلام میں ملتا ہے، ماترائی مقدار اور لے کے اختلاف کے باعث دوہے کے میزان سے خارج ہیں۔انھیں فرد یا بیت کہنا چاہیے۔(۲۴)

ڈاکٹر گیان چند جین نے اپنے ایک مضمون ''اردو نظم اور اس کی اصناف'' میں یوں لکھا ہے:

اردو میں بعض اوقات ہندی کے دوسرے اوزان کے اشعار کو دوہا کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ غلطی مولوی عبدالحق نے بارہا کی اور حیرت یہ ہے کہ مشہور دوہا گو جمیل الدین عالی کو بھی دوہے کا وزن معلوم نہیں۔(۲۵)

دوہا نجلی (شاد باگالکوٹی) کے پیش لفظ (انور داغ) میں لکھی گئی یہ بات بہت صحیح معلوم ہوتی ہے:

یہاں دوہوں میں بحر اور وزن میں خفیف سا رد و بدل بھی دوہوں کو دوہا نہ رہنے دے، اس کے عروضی ڈھانچے میں ہلکا سا تصرف دوہے کو سورٹھا، رولا، یا کچھ اور ہی بنا دیتی ہے۔(۲۶)

آخر میں شارق جمال ناگپوری کا ایک دوہا لکھتے ہوئے اپنی اس حصے کی بات کو ختم کرتا ہوں۔

تیرہ، گیارہ، ماترا؛ اک پد کی ہے ڈار
اس پر دوہا چھند کا،رکھا ہے آدھار(۲۷)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اس تجزیے سے ذیل کے نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں:

۱)ڈاکٹر عنوان چشتی صاحب کا ترتیب دیا گیا وزنِ دوہا عروضی اعتبار سے صحیح و درست ہے لیکن وہ اس کی مزید تفصیل بیان نہیں کر سکے، جس کی وجہ سے یہ وزن اشتباہ آمیز رہا ہے۔

۲)وزنِ دوہا مسدس ارکان پر مشتمل حاصل کیا گیا ہے، جب کہ اسے اصولاً مثمن طور پر حاصل کر سکتے ہیں۔ عنوان چشتی صاحب نے جس وزن کو مسدس مضاعف میں پیش کیا ہے، اس کی ہیئت یوں بنتی ہے:

مَفْعُوْلُنْ مُس تَفْ عِلُنْ/ مَفْعُوْلُنْ فَعْلَان

اور اس کا اصطلاحی نام ہوا، 'بحرِ رجز مثمن مطوی مسکن، سالم/ مطوی مسکن، مطموس' (S / IS SS SS) IS SS SS، اساسی ساخت: ۴۴ ۲۳۴ / ۳۴۴

۳)ہندی بھاشا میں دوہا چھند سے متعلق یوں کہا جاتا ہے کہ ''ہندی کے الالا چھند کی تیرہ ماترائیں، اور اہیر چھند کی گیارہ ماترائیں مل کر چوبیس ہو جاتی ہیں تو اس کا ایک وزن یوں بھی بنتا ہے:

مَفْعُوْلُنْ مُس تَفْ عِلُنْ/ مُس تَفْ عِلُنْ فَعُولْ (S IS SS SS / IS ISI SS)، اساسی ساخت: ۲۳۴۴ / ۳۴۴

اور اس کا اصطلاحی نام ہوا 'بحرِ رجز مثمن مطوی مسکن، سالم/ سالم، مخبون مطموس' یہ دوہا کی ہر شرط پوری کرتے ہیں۔ اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

۴)دوہا نگاروں نے عروضی اوزان کی طرف توجہ کم کی، جس سے مغالطے کا شکار ہوئے۔

۵) مسدس اوزانِ دوہا کو چند معتبر شخصیات نے غلط طرز پر ترتیب دینے کی کوشش کی، جس سے ایک غلط روش چل پڑی۔

۶) مثمن اوزانِ دوہا، در اصل دوہے کی لے اور دوہے کے آہنگ کو پورا کرتے ہیں، اور اس کی ہیئت کے اعتبار سے بالکل درست ٹھہرتے ہیں، اور ان کی ماترائی مقدار بھی صحیح ہوتی ہیں۔

۷)عروضی اوزان میں شعری رعایتوں کی گنجائش نکل آتی ہے، جس کی قواعدِ عروض میں اجازت ہوتی ہے، لیکن اسے سمجھنے کی ضرورت بھی ہے؛ ورنہ ذرا سی بے احتیاطی کلام کو ناموزوں اور وزن کو غیر حقیقی بنا دیتا ہے۔ مزید تفصیل اس کے اگلے حصے (ب) میں دیکھیے۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

(ب)

جدولِ ارکانِ دوہا اور اختلاطِ بحور کا مسئلہ

'دوہا چھند' کا ایک اہم پہلو جس کا ذکر ضروری ہے کہ دوہے کا آہنگ عروضی اور فنی نظام کے تحت متعین پاتا ہے، اتنا سمجھ لیجیے کہ یہ ایک خالص عروضی صنف ہے۔ اس کی ساخت اور ہیئت کو اہمیت حاصل ہے اور یہی اس کی خاص پہچان بھی ہے، جو دوہے کو شعر سے مختلف رکھتا ہے۔ رباعی کی طرح دوہا بھی مخصوص اوزان میں کہی جانے والی ذو مصراعی نظم ہے۔ بس دونوں میں فرق اتنا ہے کہ رباعی ایک مخصوص بحر میں یعنی بحرِ ہزج میں کہی جاتی ہے، اور اس کے اوزان ''سبب پئے سبب است، وتد پئے وتد است'' کے اصول پر وضع کیے جاتے ہیں، جب کہ اوزانِ دوہا ایک مخصوص بنیادی تعمیر کے تحت تشکیل پاتے ہیں، جسے اصطلاحاً ''بنیادی ساخت'' یا ''اساسی ساخت'' کا نام دیا جا سکتا ہے۔ بھاشا میں اس کے جو اصول بیان کیے گئے ہیں، وہ اردو کے وزنِ دوہا کے لیے بھی ہوں گے۔ اس کی بنیادی یا اساسی ساخت میں اجزائے ترکیب کچھ اس طرح سے ہوتے ہیں:

دوہے کا پہلا اور تیسرا جزو ''وشم چرن'' کہلاتا ہے۔ ترکل، ترکل، دوکل، ترکل، دوکل (۳۔۳۔۲۔۳۔۲) یا چوکل، چوکل، ترکل، دوکل (۴۔۴۔۳۔۲) پر مشتمل ہوتا ہے، جس کے کل ۱۳ ماترائیں ہوتی ہیں۔

دوہے کا دوسرا اور چوتھا جزو ''سم چرن'' کہلاتا ہے۔ ترکل، ترکل، دوکل، ترکل (۳۔۳۔۲۔۳) یا چوکل، چوکل، ترکل (۴۔۴۔۳) یعنی کل ۱۱ ماتراؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔

جس طرح سے اس کے اوزان کے صحیح تعین میں اغلاط در آ گئی ہیں۔ ان کی اب تک نمایاں طور پر نشان دہی نہیں ہو سکی۔ لہٰذا اصل نکتہ جس پر زور دینے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جس وزنِ دوہا کو پروفیسر عنوانؔ چشتی نے پیش کیا۔ اس کی ڈاکٹر گیانؔ چند جین نے تائید کر کے نہ صرف مہرِ تصدیق ثبت کی، بلکہ اپنی طرف سے اس پر مزید ۱۴ شکلیں ترتیب دیے۔ ڈاکٹر گیان چندؔ جین کا یہ کارِ نمایاں ہے، جسے قابلِ ستائش کہا جا سکتا ہے، لیکن موصوف اس کے عروضی و فنی پہلو نظر انداز کر گئے ہیں۔

ڈاکٹر گیانؔ چند جین اپنی کتاب 'اردو کا اپنا عروض' (۱۹۹۰ء) جو کہ پروفیسر عنوانؔ چشتی کی کتاب کی اشاعت کے پانچ سال بعد شائع ہوئی۔ اس کی ایک جگہ دوہے کے ذکر میں ڈاکٹر جینؔ نے عنوانؔ چشتی صاحب کے ترتیب کردہ وزنِ دوہا 'فعلن فعلن فاعلن فعلن فعلن فاع' کو بنیاد بنا کر مزید اوزانِ دوہا کی ۱۴ اشکال کا ایک نقشہ یوں درج کیا ہے:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جزوِ اول	جزوِ دوم
۱) فَعْلُن فَعْلُن فاعِلُن	۱) فَعْلُن فَعْلُن فاع
۲) فَعْلُن فَعِلُن فاعِلُن	۲) فَعْلُن فَعْلُ فَعُول
۳) فَعْلُ فَعُولُن فاعِلُن	۳) فَعْلُن فَعِلُن فاع
۴) فَعْلُ فاعِلُن فاعِلُن	۴) فَعِلُن فَعْلُ فَعُول
۵) فَعَل فَعُولُن° فاعِلُن	۵) فَعْلُ فَعُولُن° فاع
۶) فَعَل فاعِلُن فاعِلُن	۶) فَعْلُ فاعِلُن فاع
	۷) فَعْلُ فَعُولُ فَعُول
	۸) فَعَل فَعُولُن فاع
	۹) فَعَل فاعِلُن فاع

(اردو کا اپنا عروض ص ۷۳)[۲۸]

محولۂ بالا اوزان کی وضاحت میں جو کچھ انھوں نے لکھا ہے، وہ مِن وعَن درج کر رہا ہوں:

> مصرعے کے جزوِ اول کے ابتدا میں فَعْلُن کی جگہ فَعِلُن بھی لا سکتے ہیں لیکن اس سے وزن ثقیل معلوم ہوگا۔ جزوِ اول کے کوئی سے ارکان اور جزوِ دوم کے کوئی سے ارکان کا اجتماع کر دیجیے۔اس طرح دوہے کے لیے ۵۴ اوزان حاصل ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب یکساں طور پر سبک رواں نہیں ہوں گے۔ شاعر کے احساسِ توازن پر منحصر ہے کہ وہ کسے منتخب کرے۔ آخری فاع یا فَعُول کی جگہ فَع یا فَعَل بھی لا سکتے ہیں یعنی مصرع میں ۱۳ + ۱۰ = ۲۳ حروف ہوں گے لیکن یہ کم خوشگوار معلوم ہوگا۔[۲۹]

اگر ایسے ہی اشکال کو تشکیل دینا ہے تو مزید ارکان تشکیل دیے جا سکتے تھے، مثلاً (جزوِ اول میں نمبر ۷ پر) فَعْلُن فَعُولُ فاعِلُن اور (جزوِ دوم میں نمبر ۱۰ پر) فَعْلُن فَعُولُ فاع، جب کہ یہ ارکان بھی وزنِ دوہا کی ہر شرط کو پوری کرتے ہیں اور ان کی ماترائیں بھی ۱۳ اور ۱۱ ہوتی ہیں۔اس طرح جزوِ اول میں ارکان کی ترتیب ۷ اور جزوِ دوم میں ارکان کی ترتیب کل ۱۰ ہوتی ہیں۔مندرجہ ذیل جدول دیکھیے:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جزوِ اول	جزوِ دوم
۱) فعْلُن فعْلُن فاعِلُن	۱) فعْلُن فعْلُن فاع
۲) فعْلُن فعِلُن فاعِلُن	۲) فعْلُن فعْلُ فعُول
۳) فعْلُ فعُولُن فاعِلُن	۳) فعْلُن فعِلُن فاع
۴) فعْلُ فاعِلُن فاعِلُن	۴) فعِلُن فعْلُ فعُول
۵) فعَل فعُولُن فاعِلُن	۵) فعْلُ فعُولُن فاع
۶) فعَل فاعِلُن فاعِلُن	۶) فعْلُ فاعِلُن فاعْ
۷) فعْلُن فعُولُ فاعِلُن	۷) فعْلُ فعُولُ فعُول
	۸) فعَل فعُولُن فاع
	۹) فعَل فاعِلُن فاعْ
	۱۰) فعْلُن فعُولُ فاع

میرا یہ خیال ہے کہ اردو میں 'وزنِ دوہا' فن کی کسوٹی پر پرکھا نہیں گیا ہے۔ڈاکٹر جینؔ نے کچھ افاعیل کو اِدھر اُدھر سے جوڑ کر مختلف عروضی اشکال نوشت کیے ہیں۔ یہ محض ان کی ذہنی اپج پر مدار ہے، قطعی طور پر قیاس آرائی اور منطقی زور آزمائی پر مبنی ہے۔ یوں کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ کسی لاعلمی سے پیدا ہوئی یہ چیز اب عام روش اختیار کر چکی ہے۔

جینؔ صاحب کا یوں لکھنا کہ فعْلُن کی جگہ فعِلُن بھی لا سکتے ہیں ان کی یہ بات سولہ آنے درست ہے، لیکن ایسا کسی اصول کے تحت ہی ہونا چاہیے کہ اگر یہ فروعات رکنِ فاعِلُن یا مُس تف عِلُن یا فاعِلاتُن سے ماخوذ ہوتے ہوں تو اس کی یہ صورت نکل آتی ہے، ورنہ نہیں۔

جینؔ صاحب کا یوں لکھنا کہ ''جزوِ اول کے کوئی سے ارکان اور جزوِ دوم کے کوئی سے ارکان کا اجتماع کر دیجیے'' مضحکہ خیز ہے، اور یہ وضاحت بھی کہ ''آخری فاع یا فعُول کی جگہ فع یا فعَل بھی لا سکتے ہیں'' بالکل درست، لیکن وزنِ دوہا کے آخر میں ایسا کیا جائے تو پھر وزنِ دوہا کی صورت و شکل ہی بگڑ جائے گی۔ وہ یہ بھول گئے کہ دوہے، شعر، یا فرد کے درمیان جو چیز ما بہ الامتیاز ہے، وہ اس کا آخری رکن ہی ہے، جو ہندی بھاشا میں متحرک الآخر اور اردو میں ساکنِ دوم کے ساتھ آتا ہے۔ معلوم ہو کہ اس کی یہ شناخت بھی خاص ہے۔ اس جدول کا عروضی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

وفنی تجزیہ کرنے سے پہلے دو مشہور دوہا نگاروں کے دوہوں کی تقطیع کر رہا ہوں، اس لیے کہ یہ دوہے اس مذکورہ بالا جدول (گیان چند جینؔ) میں سے تقطیع نہیں ہوتے۔

بچہ بولا دیکھ کے، مسجد عالی شان اللہ تیرے ایک کو،اتنا بڑا مکان
(ندؔا فاضلی)

سب دن ہیں بھگوان کے، کیا منگل کیا پیر جس دن سوئے دیر تک، بھوکا رہے فقیر
(ندؔا فاضلی)

'اتنا بڑا مکان' اور 'بھوکا رہے فقیر' فَعْلُن فَعُولُ فَاع یا مس تف علن فعول میں تو بہ آسانی قطع ہوتے ہیں، لیکن ڈاکٹر جینؔ صاحب کے مطابق اوپر دیے گئے جدول میں یہ اشکال شامل نہیں ہیں۔ اسی طرح مزید دو اور دوہے ملاحظہ کریں:

جھن جھنا گئیں کھڑکیاں، کانپا کانچ مکان
جب بھی کسی ومان نے، بھیتر بھری اڑان
(بھگوان داس اعجازؔ)
کبھی نہ ٹوٹے آئنہ، ہوئے کانچ کی ہار
پانی پالش تیل میں، درپن سدا بہار
(بھگوان داس اعجازؔ)

ان مندرجہ بالا دوہوں میں سے یہ مصرع 'جب بھی کسی ومان نے، بھیتر بھری اڑان' ڈاکٹر جینؔ صاحب کے جدول میں دیے گئے ارکان سے بالکل قطع نہیں ہوسکتا، اسی طرح اعجازؔ کے دوہا نمبر ۲ کے مصرعِ ثانی کا یہ جزو 'درپن سدا بہار' اوپر کے جدول میں موزوں نہیں کیا جا سکتا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان دوہوں کو ناموزوں قرار دیا جائے؟ یا ان کی درست ارکان میں تقطیع ہونی چاہیے۔ اگر ایسا ہے تو جینؔ صاحب کے مطابق ایسے ارکان جدول جزوِ اول میں فَعْلُن فَعُولُ فَاعِلُن اور جزوِ دوم میں فَعْلُن فَعُولُ فَاع تشکیل دیے جا سکتے ہیں، لیکن یہ میرے نزدیک بلاتحقیق اور فنی تجزیے کے یہ ایک غیر عروضی روش، ایک اندھی تقلید، اور فن کے اعتبار سے غلطِ محض ہے۔

صحیح وزنِ عروض میں ایک دوہے کی تقطیع دیکھیے:

بچہ بو/ لا دیکھ کے، /مسجد/ عالی شان
مَفْعُولُنْ/ مُسْ تَفْ عِلُنْ/ فَعْلُنْ/ مَفْعُولَان

اللہ تے/ رے ایک کو، / اتنا/ بڑا مکان

مَفْعُوْلُنْ/ مُسْ تَفْ عِلُنْ /فَعْلُنْ/ مَفَاعِلَان

اردو عروض میں دوہے کے صحیح اوزان موجود ہیں، جیسے کہ میں نے اوپر دوہوں کی تقطیع کی ہے، ان پر غور کیا جا سکتا ہے۔ مزید توثیق کے لیے عرض ہے کہ ندؔا فاضلی کے یہ دوہے بحرِ رجز مثمن کے مزاحف وزن میں قطع ہوتے ہیں۔ اس عروضی وزن میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ حکمِ معاقبہ کے تحت مَفَاعِلَان کی جگہ مُفْتَعِلَان یا ان دونوں کی جگہ مَفْعُوْلَان لایا گیا ہے، اور ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

محولہ بالا یہ تمام اشکال عروضی نہج کو سمجھے بغیر تراشے گئے ہیں، منطقی زور آزمائی سے کام لیا گیا ہے۔ فن کی کسوٹی پر مطلق نہیں۔ ہم نے وزنِ دوہا کی انھی اشکال کو دانستہ یا نادانستہ طور پر قبول کرلیا ہے۔ جینؔ صاحب کے مہمل فرمودات اور ارشادات پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس کا ایک سبب یہ ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں ہی حضرات اردو کی نامور شخصیات ہیں، جس میں سے ایک نے وزن کی صورت بیان کر دی اور دوسرے نے اس کی نہ صرف تائید کی، بلکہ اس پر مزید کچھ اشکال ادھر اُدھر سے جوڑ کر ایک نقشہ بنایا ہے، اس قول کے بہ مصداق 'کہیں کی اینٹ، کہیں کا روڑا؛ بھان متی نے کنبہ جوڑا'۔ معلوم ہو کہ استاد ابوعبداللہ رودکیؔ نے جب اوزانِ رباعی کو ایجاد کیا، تو اس نے ایک مسلمہ اصول بھی پیش کیا تھا۔ ''سبب پئے سبب است، وتد پئے وتد است'' جسے علماے ادب وفن نے بلا چون و چرا کے مان لیا اور اس کے اس کار کو مستحسن قرار دیا تھا۔

اس اجمال کی مزید وضاحت ضروری ہے کہ پروفیسر عنوانؔ چشتی کے تجویز کردہ وزن یا ڈاکٹر جینؔ صاحب کے مطابق جزوِ اول میں سے وزن ۱ اور جزوِ دوم میں سے وزن ۱ درست ہے۔ یہ وزن 'بھرمر' کی مثال ہے۔ جس میں ہندی عروض کے مطابق ۲۲ گرو اور ۴ لگھو ہوتے ہیں۔ یہی ہندی بھاشا میں دوہے کا بنیادی وزن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی وجہ جان لیجیے کہ اسی وزن پر ایک گرو گھٹا کر اور دو لگھو بڑھا کر اوزانِ دوہا کے مزید اقسام حاصل کر لیے جاتے ہیں، جو کلیتاً ۲۳ ہوتے ہیں۔ جن کی تفصیل قدرؔ بلگرامی نے اپنی معرکتہ لآرا کتاب 'قواعد العروض' میں درج کی ہے۔

> پھر اگر اسی ۲۲ گُر اور چار لگھ والے سے ایک ایک گر نکال کر دو لگھ فی گر بڑھاتے جاؤ تو نام بدلتے جائیں گے، اس لیے بھرمر سمیت کل ۲۳ نام اور ۲۳ اقسام دوہے کے ہو جائیں گے۔[۳۰]

باوجود اس کے سوال اب بھی وہی ہے کہ یہ (وزنِ دوہا) آخر کس بحر سے ماخوذ ہے؟

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جزوِ اول میں سے وزن ۱، ۲ کے ساتھ جزوِ دوم کے وزن ۱، ۳ کا خلط درست ہے جب کہ یہ ارکان بحرِ متدارک سے ماحصل ہوں، اس کا یہاں کوئی خلاصہ نہیں اور کچھ اہم سوالات بھی ہمارے سامنے ہیں۔

جزوِ اول میں سے وزن ۱ اور وزن ۲ کے ساتھ جزوِ دوم میں سے وزن ۲، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹ کا اختلاط کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

جزوِ اول میں سے وزن ۳، ۴، ۵، ۶ کے ساتھ جزوِ دوم کے وزن ۱، ۳ کا اجتماع کیسے درست ہوسکتا ہے؟

جزوِ اول میں سے وزن ۳، ۴، ۵، ۶ یہ نہ بحرِ متدارک کے ہیں نہ بحرِ متقارب کے۔ ان کو ایک دوسرے میں کن قواعد سے ضم کیا جاسکتا ہے؟

عروض ایک سائنٹیفک علم ہے، بالکل علم الحساب کی طرح؛ دوہا چھند ایک خاص نظامِ فن کے تحت تشکیل پایا ہے، جس میں ذرا غور کرنے سے اس طرح اٹھائے گئے سوالوں کے جواب مل سکتے ہیں اور مسلمہ عروضی بحروں سے صحیح اوزانِ دوہا حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ اردو عروض میں وزنِ دوہا رعایتی وزن بن کر استخراج پاتا ہے۔ اس سے پہلے بھی اور بہت پہلے سے دوہے کہے جاتے رہے ہیں۔ ان سب میں دوہے کا معین پیمانہ تو یہی وزن ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے عروضی اشکال یا ارکان کسی طرح لکھے جاتے رہے ہوں۔ اب اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ہو جانا چاہیے کہ ہندی کی طرح اردو میں بھی زیادہ تر دوہے اسی وزن میں پائے جاتے ہیں۔ جس کی بنا پر بعض عروضیوں نے (وہ عروضی جو تقطیعِ کلام کرنے کو فنِ عروض سمجھتے ہیں) اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ دوہے کا بنیادی وزن یہ ہوسکتا ہے، جب کہ یہ محض قیاسِ خام ہے۔

چلیے، اب اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ 'فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاعِلُنْ رفَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاع' دراصل (اردو میں) یہ ایک رعایتی وزن ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ بیش تر دوہے اسی وزن میں پائے جاتے ہیں، جس کے یہ معنی نکالے گئے کہ یہ دوہے کا بنیادی وزن ہے، جب کہ ہندی پنگل میں اس کی حیثیت بنیادی وزن ہی کی ہے۔ اردو میں یہ وزنِ دوہا کئی دوسری بحور سے استخراج کیا جاسکتا ہے۔ اب تک اس کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی۔

۱) بحر و وزن: فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاعِلُنْ رفَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاع

اصطلاحی نام: بحرِ متدارک مسدس مخبون مسکن، مخبون مسکن، سالم رمخبون مسکن، مخبون مسکن، مطموس

اصل وزن: فَعِلُنْ فَعِلُنْ فَاعِلُنْ رفَعِلُنْ فَعِلُنْ فَاع

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اصطلاحی نام: بحرِ متدارک مسدس مخبون، مخبون، سالم رمخبون، مخبون، مطموس

اس وزن پر عملِ تسکینِ اوسط سے مزید ۱۵ اوزانِ مزاحفہ حاصل ہوتے ہیں ان سب اوزان کا اختلاط کسی نظم، غزل، فرد، شعر یا دوہے میں جائز ہے۔ اوراسی کے ساتھ یہ سمجھ لیں کہ ہندی بھاشا میں وزنِ دوہا کس بنیاد پر حاصل کیا گیا ہے۔ کندن لال کندنؔ لکھتے ہیں:

> اہیر: اردو کی مندرجہ بالا بحر کے مماثل بھاشا میں چھند ''اہیر'' ہے یہ فی چرن گیارہ ماترا کا ماترک چھند ہے جس میں ساتھ ماترا پھر آخر میں جگن (ISI) آتا ہے۔[۳۱]

''ال لالا'' مندرجہ بالا اردو بحر کے مماثل بھاشا میں چھند ''ال لالا'' ہے اس چھند میں دو چرن پہلے ۶ ماترا پھر چار ماترا یہاں جگن نہ ہو (ISI) پھر تین ماترا اوراس کے شروع میں گر (S) نہ ہوان تیرہ پر وقفہ''[۳۲]

اس اعتبار سے اردو میں وزنِ دوہا کی جو صورت بنتی ہے، وہ یوں ہے:

مَفْعُوْلُنْ مُسْ تَفْ عِلُنْ/ مُسْ تَفْ عِلُنْ فَعُوْلُ اوراس کا اصطلاحی نام ہوا 'بحرِ رجز مثمن مطوی مسکن، سالم/ سالم، مخبون مطموس'

مُسْ تَفْ عِلُنْ فَعُوْلُ یعنی ڈاکٹر جینؔ صاحب کے مطابق فَعْلُنْ فَعُوْلُ فَاعْ کے ہم وزن ہوا، پھر کیوں ان کے اس جدول (جزوِ دوم) میں شامل نہیں، جب کہ یہ ارکان بھی دوہے کی ہر شرط کو پوری کرتے ہیں اوراس کی ماترائیں بھی ۱۱ ہوتی ہیں۔ بات کو آگے بڑھانے سے پہلے وزنِ دوہا جسے بنیادی وزن کہا جاتا ہے، اس کی وضاحت میں صرف چنداوزانِ دوہا مع اصطلاحی نام پیش کر رہا ہوں:

۱) بحر و وزن: فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاعِلُنْ رفَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاعْ

اصطلاحی نام: بحرِ متدارک مسدس مخبون مسکن، مخبون مسکن، سالم رمخبون مسکن، مخبون مسکن، مطموس

اصل وزن: فَعِلُنْ فَعِلُنْ فَاعِلُنْ رفَعِلُنْ فَعِلُنْ فَاعْ

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصولِ عروض سے ہم صحیح اوزانِ دوہا حاصل کر سکتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے، دوہے کا مشہور وزن اور اس کے ہم وزن اوزان جو کہ دوسری بحروں سے حاصل کیے گئے ہیں۔ پہلے بھی یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ دوہے کا یہ مروجہ اورمشہور وزن ہے، لیکن اردو میں یہ بنیادی وزن نہیں ہے:

۱) فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاعِلُنْ فَعْلُنْ فَعْلُنْ فَاعْ ۰

تقطیع: گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈارے کیس (امیر خسروؒ)[۳۳]

فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَاعِلُنْ ر	فَعْلُنْ	فَعْلُنْ	فَاعْ

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

گوری	سووے	سیج پر /	مکھ پر	ڈارے	کیس

۲) بحر و وزن: مَفْعُولُن مُس تَف عِلُن مَفْعُولُن فَعْلَان

اصطلاحی نام: بحرِ رجز مثمن مطوی مسکن، سالم، مطوی مسکن، مخبول اعرج مسکن

اصل وزن: مُفْتَعِلُن مُس تَف عِلُن مُفْتَعِلُن فَعِلَان

ان اوزان کا اختلاط کسی نظم، غزل، شعر یا دوہے میں جائز ہے۔

تقطیع دیکھیے:

مَفْعُولُن	مُس تَف عِلُن /	مَفْعُولُن	فُعْلَان
گوری سو	وے سیج پر /	مکھ پر ڈا	رے کیس

۳) بحر و وزن: مَفْعُولُن مُس تَف عِلُن فَعْلُن مَفْعُولَان

اصطلاحی نام: بحرِ رجز مثمن مطوی مسکن، سالم، مرفوع مخبون مسکن، اعرج یا مطوی مذال مسکن

اصل وزن: مُفْتَعِلُن مُس تَف عِلُن فَعِلُن مُفْتَعِلَان

اصطلاحی نام: بحرِ رجز مثمن مطوی، سالم، مرفوع مخبون، مطوی مذال

ان اوزان کا اختلاط کسی نظم، غزل، شعر؛ دوہے میں جائز ہے۔

تقطیع دیکھیے:

مَفْعُولُن	مُس تَف عِلُن /	فَعْلُن	مَفْعُولَان
گوری سو	وے سیج پر /	مکھ پر	ڈارے کیس

۴) بحر و وزن: مَفْعُولَا تُن فَاعِلُن / مَفْعُولَا تُن فَاعْ

اصطلاحی نام: بحرِ مقتضب مثمن سالم، مخبون مخنق / سالم، مخبون مطموس مخنق

اصل وزن: مَفْعُولَاتُ مَفَاعِلُن / مَفْعُولَاتُ فَعُوْل (مَفَاع)

اصطلاحی نام: بحرِ مقتضب مثمن سالم، مخبون / سالم، مخبون مطموس

ان اوزان کا اختلاط کسی نظم، غزل، شعر، دوہے میں جائز ہے۔

تقطیع دیکھیے:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مَفعُولَاتُن	فَاعِلُن ر	مَفعُولَاتُن	فَاع
گوری سووے	سیج پر ر	مکھ پر ڈارے	کیس

۵) بحر و وزن: فَعْلُن فَعْلُن فَاعِلُن رفَعْلُن فَعْلُن فَاعْ

اصطلاحی نام: بحرِ کبیر مسدس، مطوی اصلم، مرفوع مخبون مخنق، مخبون مخنق رمطوی اصلم، مرفوع مخبون مخنق، مرفوع مخبون مخنق موقوف

اصل وزن: فَعْلُ فَعُوْلُ مَفَاعِلُن رفَعْلُ فَعُوْلُ فَعُوْل

اصطلاحی نام: بحرِ کبیر مسدس، مطوی اصلم، مرفوع مخبون، مخبون رمطوی اصلم، مرفوع مخبون، مرفوع مخبون

نوٹ (۱): اس وزن پر عملِ تخنیق سے مزید ۱۵ اوزانِ مزاحفہ حاصل ہوتے ہیں، ان سب اوزان کا اختلاط کسی نظم، غزل، شعر، دوہے میں جائز ہے۔ (جس کی تفصیل آگے کے صفحات میں ملاحظہ کیجیے)

نوٹ (۲): مَفعُولَاتُ سے بہ عملِ زحاف 'طے' اور 'صلم' 'فاعِ حاصل کیا جاتا ہے۔ یاد رکھیں 'صلم' عروض اور ضرب کا زحاف ہے باوجود اس کے عروض وضرب میں اس فروع کو لایا جانا درست نہیں۔ اس کی یہ وجہ جان لیجیے کہ ایسی جگہ جہاں متحرک الآخر والا حرف حاصل ہو، آخری رکن میں لانے کے بجائے صدر و ابتدا وحشوین میں لایا جانا ہی جائز و درست ہے۔

تقطیع دیکھیے:

فَعْلُن	فَعْلُن	فَاعِلُن ر	فَعْلُن	فَعْلُن	فَاع
گوری	سووے	سیج پر ر	مکھ پر	ڈارے	کیس

مکمل دوہا مع تقطیع ملاحظہ کیجیے: پہلا مصرع

مَفعُولُن	مُس تَف عِلُن ر	مَفعُولُن	فَعْلَان
گوری سو	وے سیج پر	مکھ پر ڈا	رے کیس

دوسرا مصرع:

مَفعُولُن	مُس تَف عِلُن ر	مُفتَعِلُن	فَعِلَان
چل خسروؔ	گھر آپنے	رین بھئی	چہو دیس

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

بحث طویل نہ ہو جائے اس لیے ذیل میں جینؔ صاحب کے عروضی اشکال یا ارکان کے مقابل ان کے عروضی موازین نمبر وار صحیح نامِ بحر، ارکانِ وزن اور درست اصطلاحی نام درج کر رہا ہوں۔ اس کی دیگر مشترک صورتیں اور اصطلاحی نام بھی لکھ رہا ہوں، جو بہ اعتبارِ عروض صحیح اور درست ہیں۔

ارکانِ وزن جزوِ اول:

جزوِ اول وزن ۱) فَعْلُن فَعْلُن فاعِلُن

ا	فَعْلُن فَعْلُن فاعِلُن	بحرِ متدارک مسدس مخبون مسکن، مخبون مسکن، سالم
ب	فَعْلَاتُن مُس تَفْعِ لُن	بحرِ خفیف مخبون مسکن، سالم
ج	مَفْعُولُن مَفْعُولُ فَعْ	بحر ہزج اخرب، مکفوف مخنق، مجبوب مقطوع
د	مَفْعُولُن مَفْعُولُ فَعْ	بحر کبیر مسدس مرفوع، مخبون مخنق، احذ محذوف
ہ	مَفْعُولُن مَفْعُولُ فَعْ	بحر ہزج مسدس اخرب، مکفوف مخنق، مجبوب مقطوع
و	فَعْلُن فَعْلَاتُن فَعَلْ	بحرِ عمیق مسدس مخبون مسکن، مخبون مسکن، مربوع
ز	فَعْلُن فَعْلُن فاعِلُن	بحرِ بسیط مسدس مرفوع مخبون مسکن، مخبون مسکن، مرفوع
ح	فَعْلُن مَفْعُولُن فَعَلْ	بحرِ وسیع مسدس مخبون مسکن، مطوی مسکن، مخبون احذ
ط	فَعْلُن فَعْلُن فاعِ لُن	بحرِ سریع مسدس مرفوع مخبون مسکن، مرفوع مخبون مسکن، مطوی مکشوف
ی	مَفْعُولُن مُس تَف عِلُن	بحرِ رجز مطوی مسکن، سالم

جزوِ اول وزن ۲) فَعْلُن فَعِلُن فاعِلُن

ا	فَعْلُن فَعِلُن فاعِلُن	بحرِ متدارک مسدس مخبون مسکن، مخبون، سالم
ب	مَفْعُولُ مَفاعِیلُ فَعْ	بحر ہزج مسدس اخرب، مکفوف، مجبوب مقطوع
ج	فَعْلُن فَعِلَاتُن فَعَلْ	بحرِ عمیق مسدس مخبون مسکن، مخبون، مربوع
د	فَعْلُن فَعِلُن فاعِلُن	بحرِ بسیط مسدس مرفوع مخبون مسکن، مخبون، مرفوع
ہ	مَفْعُولُ مَفاعِیلُ فَعْ	بحر کبیر مسدس مرفوع، مخبون، احذ محذوف

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جزوِ اول وزن ۳) فَعْلُن فَعُولُن فاعِلُن

ا	فَعْلُن فَعُولُن فاعِلُن	بحرِ کبیر مسدس مطوی اصلم، مرفوع مخبون، مخبون مخنق
ب	فَعْلُن فَعُولُن فاعِلُن	بحرِ منسرح مسدس مطوی احذ، مرفوع مخبون، مخبون مخنق
ج	فَعْلُن مَفاعِیلُن فَعَل	بحرِ طویل مسدس اثرم، سالم، مجبوب
د	مُفتَعِلُن مُس تَف عِلُن	بحرِ رجز مطوی، سالم
ہ	مُفتَعِلُن مُس تَف عِلُن	بحرِ کامل مخزول، مضمر
و	فَعْلُن فَعُولُن فَعْلُن فَعْ	بحرِ متقارب اثرم، مقبوض، مقبوض مخنق، ابتر

جزوِ اول وزن ۴) فَعْلُن فاعِلُن فاعِلُن

ا	فَعْلُن فاعِلُن فاعِلُن	بحرِ رجز مسدس مطوی واحذ، مرفوع، مرفوع
ب	فاعِلاتُ مُس تَفعِ لُن	بحرِ خفیف مکفوف، سالم
ج	فاعِلُن مَفاعِیلُ فَعْ	بحرِ ہزج مسدس اشتر، مکفوف، مجبوب مقطوع
د	فاعِلُن مَفاعِیلُ فَعْ	بحرِ سلیم مسدس مرفوع، مخبون، منحور
ہ	فاعِلُن مَفاعِیلُ فَعْ ٥	بحرِ قریب مسدس اشتر، مکفوف، مجبوب مکشوف
و	فاعِلُن فَعُولُن فَعَل	بحرِ عریض مسدس اشتر، سالم، مجبوب
ز	فاعِ لاتُ مُس تَف عِلُن	بحرِ مقتضب مطوی، سالم

نوٹ: صدر و ابتدا کے مطوی و احذ کے متعلق 'سخن ہائے عروض' میں درج کر چکا ہوں۔

جزوِ اول وزن ۵) فَعَلُن فَعُولُن فاعِلُن

ا	مَفاعِلُن مُس تَف عِلُن	بحرِ رجز مخبون، سالم
ب	فَعُولُ مَفعُولُن فَعَلُن	بحرِ مقتضب مرفوع مخبون، مطوی مسکن، مخبون واحذ
ج	فَعُولُ فَعْلُن فاعِلُن	بحرِ مقتضب مسدس مرفوع مخبون، مرفوع مخبون مسکن، مرفوع
د	مَفاعِلُن فَعْلُن فَعَلُن	بحرِ بسیط مسدس مخبون، مخبون مسکن، مخبون واحذ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ہ	مَفاعِلُن مَفْعُوْلُ فَعْ	بحرمنسرح مسدس مخبون، مرفوع، احذ مخذوف
و	مَفاعِ لُن مَفْعُوْلُ فَعْ	بحر بدیل مسدس مخبون، محذوف، مجوف

نوٹ:۱) صدر و ابتدا میں رکن فَعِلُ درست نہیں، یہ غیر حقیقی وزن ہے۔

۲) مخذو فمَفْعُوْلُ کے بارے میں جان لیں کہ ایسی جگہ جہاں متحرک الآخر والا حرف حاصل ہو۔آخری رکن میں لانے کے بجائے صدر و ابتدا و حشوین میں لایا جانا ہی جائز و درست ہے۔

جزوِ اول وزن۶) فَعِلُ فَاعِلُن فَاعِلُن (غلط ترتیبِ ارکان)

ا	مَفاعِیْلُ مُسْ تَفْ عِلُنْ	بحرمقتضب مخبون ،سالم
ب	فَعُوْلُن فَعُوْلُن فَعَل	بحر متقارب مسدس سالم، سالم، محذوف
ج	فَعُوْلُن مَفاعِیْلُ فَعْ	بحرطویل مسدس سالم، مکفوف، مجبوب مقطوع
د	مَفاعِیْلُ مَفْعُوْلُ فَع	بحرکبیر مسدس مخبون، مرفوع، احذ مخذوف

ارکانِ وزن جزوِ دوم:

جزوِ دوم وزن۱) فَعْلُن فَعْلُن فَاعْ

ا	فَعْلُن فَعْلُن فَاعْ	بحرمتقارب مسدس اثرم، مقبوض مخنق، مقصور مخنق (وزنِ دوہا میں نہیں آتے)
ب	فَعْلُن فَعْلُن فَاعْ	بحرمتقارب مسدس اثرم، سالم مخنق، محذوف اعرج (وزنِ دوہا میں نہیں آتے)
ج	فَعْلُن فَعْلُن فَاعْ	بحرمتدارک مسدس مخبون مسکن، مخبون مسکن، مطموس
د	مَفْعُوْلُن فَعْلَان	بحررجز مطوی مسکن، مطموس
ہ	مَفْعُوْلُن فَعْلَان	بحررمل مخبون مسکن، مخبون مقصور مسکن
و	مَفْعُوْلُن فَعْلَان	بحرکامل مخزول مسکن، مطموس مسکن
ز	مَفْعُوْلُن فَعْلَان	بحرمضارع اخرم، مقبوض مقصور مسکن

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

ح	مَفْعُولُن فَعْلَان	بحر منسرح مطوی مسکن ، مرفوع موقوف
ط	مَفْعُولُن فَعْلَان	بحر خفیف مخبون مسکن ، محذوف موقوف

جزوِ دوم وزن ۲) فَعْلُن فَعْلُ فَعُوْل

ا	فَعْلُن فَعْلُ فَعُوْل	بحر متقارب مسدس اثرم ، مقبوض مخنق ، مقصور
ب	مَفْعُولُن فَعِلَان	بحر رجز مطوی مسکن ، مخبول اعرج
ج	فَعْلُن مُفْتَعِلَان	بحر رجز مرفوع مخبون مسکن ، مطوی مذال
د	مَفْعُولُن فَعِلَان	بحر منسرح مطوی مسکن ، مخبول موقوف
ہ	فَعْلُن مُفْتَعِلَان	بحر وسیع مخبون مسکن ، مطوی مذال
و	مَفْعُولَاتُ فَعُوْل	بحر مقتضب سالم ، مخبون مطموس

جزوِ دوم وزن ۳) فَعْلُن فَعِلُن فَاع

ا	فَعْلُن فَعِلُن فَاع	بحر متدارک مسدس مخبون مسکن ، مخبون ، مطموس
ب	فَعْلُن فَعِلُن فَاع	بحر رجز مسدس مرفوع مخبون مسکن ، مرفوع مخبون ، احذ مقصور
ج	مَفْعُولُ فَعُوْلَان	بحر ہزج اخرب ، محذوف مسبغ
د	مَفْعُولُ فَعُوْلَان	بحر مقتضب مرفوع ، مخبون اعرج
ہ	مَفْعُولُ فَعُوْلَان	بحر مقتضب مخبول مسکن ، مخبون اعرج

جزوِ دوم وزن ۴) فَعِلُن فَعْلُ فَعُوْل

ا	فَعِلُن فَعْلُ فَعُوْل	بحر منسرح مسدس مرفوع مخبون ، مطوی اصلم ، مخبون مطموس
ب	فَعِلُن مُفْتَعِلَان	بحر رجز مرفوع مخبون ، مطوی مذال
ج	فَعِلُن مُفْتَعِلَان	بحر وسیع مخبون ، مطوی مذال

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جزوِ دوم وزن ۵) فَعَلُ فَعُوْلُن فاع

ا	فَعَلُ فَعُوْلُن فاع	بحر متقارب مسدس اثرم، مقبوض، مقصور مخنق	
ب	فَعَلُ فَعُوْلُن فاع	بحر متقارب مسدس اثرم، سالم، محذوف اعرج	
ج	مُفْتَعِلُن فَعْلَان	بحر رجز مطوی، مطموس رمرفوع اعرج	
د	فَعَلُ فَعُوْلُن فاع	بحر کبیر مسدس مطوی اصلم، مرفوع مخبون، مرفوع مخبون مخنق موقوف	

جزوِ دوم وزن ۶) فَعَلُ فاعِلُن فاع

ا	فَعَلُ فاعِلُن فاع	بحر رجز مطوی احذ، مرفوع، احذ مقصور
ب	فاعِ لاتُ فَعْلَان	بحر مقتضب مطوی، مطموس
ج	فاعِلاتُ فَعْلَان	بحر رمل مکفوف، مخبون مقصور مسکن ، مطموس
د	فاعِلاتُ فَعْلَان	بحر خفیف مکفوف، محذوف موقوف

جزوِ دوم وزن ۷) فَعَلُ فَعُوْلُ فَعُوْل

ا	فَعَلُ فَعُوْلُ فَعُوْل	بحر متقارب مسدس اثرم، مقبوض، مقصور
ب	مُفْتَعِلُن فَعِلَان	بحر رجز مطوی، مخبول اعرج

جزوِ دوم وزن ۸) فَعِلُ فَعُوْلُن فاع (ترتیبِ ارکان غلط)

ا	مَفَاعِلُن فَعْلَان	بحر رجز مخبون، مطموس
ب	مَفاعِ لُن فَعْلَان	بحر مجتث مخبون، مخبون مقصور مسکن (بہ اعتبار تقطیع مَفاعِ لُن اور مَفَاعِلُن میں کوئی فرق نہیں)
ج	مَفَاعِلُن فَعْلَان	بحر مضارع مقبوض، مقبوض مقصور مسکن
د	مَفَاعِلُن فَعْلَان	بحر منسرح مخبون، مرفوع موقوف

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جزوِ دوم وزن ۹) فَعَلن فاعِلن فاع (ترتیبِ ارکان غلط)

ا	مَفاعِیلُ فَعَلان	بحرِ مضارع مکفوف ،مقبوض مقصور مسکن
ب	مَفاعِیلُ فَعَلان	بحرِ مقتضب مخبون ،مطموس

مندرجہ بالا افاعیل کو سمجھنے کے لیے ذرا ان موازین کو جوڑ کر دیکھیں صرف ایک مثال پیش ہے۔

وزن نمبر ۱ (جزوِ اول) اور وزن نمبر ۹ (جزوِ دوم) جس کی شکل یوں ہوتی ہے:

فَعْلُن فَعْلُن فاعِلُن / فَعَلن فاعِلن فاع

ایک خوب صورت دھوکا ہے،اس کے سوا کچھ نہیں اور ان کو صحیح عروضی ارکان کے ساتھ ملاحظہ کریں تو اس کی یہ صورت ہوگی۔

فَعْلُن فَعْلُن فاعِلُن / مَفاعِیلُ فَعَلان

جب یہ وزن بھی عروضی اعتبار سے غیر حقیقی ہے تو مندرجہ بالا سطور میں درج جینؔ صاحب کا وزن کس اصول کے تحت درست قرار دیا جا سکتا ہے۔ محض اس لیے کہ ڈاکٹر جینؔ صاحب نے ایسا کیا ہے۔ ہرگز نہیں ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ ایسا عدم واقفیت کی بنا پر ہوا ہے۔

مزید اس کی تفصیل مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ارکان فَعْلُن فَعْلُن فاعِلُن بحرِ متدارک سے حاصل کیے جاتے ہیں اور اس کے جزوِ دوم میں جو ارکان جینؔ صاحب نے اس شکل میں (فَعَلن فاعِلن فاع) دیے ہیں، وہ نہ بحرِ متدارک سے حاصل ہوتے ہیں، اور نہ کسی دوسری بحور سے۔ اور اگر یہ ارکان جن کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں، مَفاعِیلُ فعَلان ، یہ بحرِ مقتضب یا بحرِ مضارع سے ضرور موصول کیے جا سکتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے کہ بحرِ متدارک مسدس کے ساتھ بحرِ مقتضب مربع یا بحرِ مضارع مربع کے موازین کو جوڑ دیا جائے؟ ارکان کو خوب صورت شکل میں تحریر کرنا اور ارکان کو صحیح طور پر اخذ کرنا، بالکل دو مختلف چیزیں ہیں۔ اگر یہی' اردو کا اپنا عروض' ہے تو اس کے مسموم اثرات و نتائج ہی سامنے آئیں گے اور اس طرح کی باتیں بھی عام ہونی لگیں گی کہ کہیں سے کوئی سے ارکان اور کہیں سے کوئی سے ارکان، جوڑے جائیں گے اور پھر ان کے خوب صورت سے نام دیے جائیں گے، جیسے کہ بحرِ میرؔ، عالی چال، دائرۂ طوسیہ یا کوئی نیا شعری تجربہ؛ اور کیا کیا کچھ۔نہیں معلوم یہ سلسلہ کہاں جا کر رکے گا؟

جینؔ صاحب نے اپنی کتاب میں دو سے پر نہایت مختصر پیراگراف تحریر کیا ہے۔اس میں بھی کافی جھول نظر آتا ہے۔ میں نے ان ساری باتوں کو جن میں عروضی و فنی لوازم مفقود ہیں، واضح کر دی ہیں۔ میری یہ بحث محض

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

توجہ دلانے کے لیے نہیں بلکہ ایک حقیر سی کاوش ہے کہ اب کم از کم وزنِ دوہا کا فنی محاکمہ ہونا چاہیے اور اسے عروضی وفنی قواعد سے استخراج کیا جانا چاہیے۔ دونوں ہی فاضل مصنفوں نے اپنی کتابوں میں اس کی طرف مطلق اشارہ نہیں کیا، جب کہ دونوں ہی سلجھے ہوئے عروضی تھے لیکن اس حوالے سے میرا یہ خیال ہے کہ عنوانؔ صاحب کو ڈاکٹر جینؔ پر تفوق دیا جا سکتا ہے۔

میں نے اپنی کتاب 'سخن ہائے عروض' میں دوہے کے سیکڑوں اوزان عروضی اصول اور لحاظ سے بنائے ہیں لیکن ان میں وہ اوزان بھی شامل ہو گئے ہیں، جو اصولِ دوہا کی اساسی ساخت سے انحرافیت سے تشکیل دیے گئے تھے، جن کی ایک الگ سی فہرست بنانے کا ارادہ تھا، جب کہ یہ اوزان بھی ۱۳+۱۱=۲۴ اصول پر بنائے گئے تھے اور میرے اس مضمون سے ان کا بھی ازالہ ہو جائے گا۔

اس تجزیے سے ذیل کے نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں:

۱)عنوان چشتی صاحب کا ترتیب دیا گیا وزنِ دوہا عروضی اعتبار سے صحیح و درست ہے، لیکن وہ اس کی مزید تفصیل بیان نہیں کر سکے، جس کی وجہ سے یہ وزن اشتباہ آمیز رہا ہے۔

۲) پروفیسر گیان چند جینؔ نے وزنِ دوہا پر جو ۱۴ ارکان درج کیے ہیں، نقشہ جاذبِ نظر ہے، لیکن وہ اس کی عروضی وفنی حقیقت کو فراموش کر گئے اور مختلف البحور کی مزاحف اوزان کا اختلاط بھی خوب کر جاتے ہیں، جس کی عروض اور فن میں سخت ممانعت ہے۔

۳)وزنِ دوہا مسدس ارکان پر مشتمل حاصل کیا گیا ہے، جب کہ اسے مثمن بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ عنوانؔ صاحب نے جس وزن کو مسدس مضاعف میں پیش کیا ہے، اس کی مثمن ہیئت یوں بنتی ہے:

مَفْعُوْلُنْ مُسْ تَفْ عِلُنْ / مَفْعُوْلُنْ فَعْلَان

'اور اس کا اصطلاحی نام ہوا، 'بحرِ رجز مثمن مطوی مسکن، سالم/ مطوی مسکن، مطموس'

۴)ہندی بھاشا میں دوہا چھند سے متعلق یوں کہا جاتا ہے کہ ''ہندی کے الالا چھند کی تیرہ ماترائیں، اور اہیر چھند کی گیارہ ماترائیں مل کر چوبیس ہو جاتی ہیں تو اس کا ایک

وزن یوں بھی بنتا ہے:

مَفْعُوْلُنْ مُسْ تَفْ عِلُنْ / مُسْ تَفْ عِلُنْ فَعُوْلْ

اور اس کا اصطلاحی نام ہوا 'بحرِ رجز مثمن مطوی مسکن، سالم/ سالم مخبون مطموس' یہ بھی دوہا کی ہر شرط پوری کرتے ہیں۔ اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

حواشی

۱۔ پروفیسر عنوان چشتی، ''عروضی اور فنی مسائل''، (نئی دہلی: مطبع لبرٹی آرٹ پریس، ۱۹۸۵ء)، ص ۱۳۱
۲۔ ڈاکٹر گیان چند جین، ''اردو نظم اور اس کی اصناف''، مشمولہ ماہنامہ ''شب خون''، لکھنؤ، بابت جولائی، اگست، ستمبر ۱۹۸۵ء، ص ۲۵
۳۔ شمس الرحمان فاروقی، ''عروض، آہنگ اور بیان''، (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۰۴ء)، ص ۲۷۵
۴۔ سید غلام حسنین قدر بلگرامی، ''قواعد العروض''، (لکھنؤ: مطبع شامِ اودھ، ۱۸۷۲ء)، ص ۳۸۱
۵۔ پروفیسر گوپی چند نارنگ، ''کلیاتِ ہندوی امیر خسروؒ''، (دہلی: ساہتیہ اکادمی، ۲۰۱۷ء)، ص ۲۴
۶۔ ڈاکٹر خواجہ فراز بادامی، ''سخن ہائے عروض''، (بیلگام: مطبع امیگا پریس، ۲۰۱۵ء)، ص ۱۲۲
۷۔ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، ''ایک شعر کا عروضی تجزیہ''، (پٹنہ: مطبع پاکیزہ آفسیٹ، ۲۰۰۰ء)، ص ۲۷
۸۔ ڈاکٹر ظہیر غازی پوری، ''اردو دوہے ایک تنقیدی جائزہ''، (نئی دہلی: ایم آر آفسیٹ پرنٹرس، ۲۰۰۵ء)، ص ۱۱۵
۹۔ ڈاکٹر شعور اعظمی، ''شعورِ عروض''، (ممبئی: کتاب دار، ۲۰۰۹ء)، ص ۲۵۷
۱۰۔ ایضاً
۱۱۔ کندن لال کندن، ''عروضِ پنگل و خلیل''، (نئی دہلی: مطبع جے کے آفسیٹ پرنٹرز، ۲۰۱۳ء)، ص ۲۰۳
۱۲۔ ایضاً
۱۳۔ شمس الرحمان فاروقی، ''عروض، آہنگ اور بیان''، (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۱۵
۱۴۔ ایضاً، ص ۱۰۰
۱۵۔ پروفیسر عظیم الرحمان، ''کتاب العروض''، (دہلی: مطبع عفیف آفسیٹ پرنٹرز، ۲۰۱۱ء)، ص ۱۴۴
۱۶۔ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، شاہد جمیل، ''دوہا رنگ''، (نئی دہلی: نرالی دنیا پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء)، ص ۱۴
۱۷۔ ایضاً، ص ۲۵
۱۸۔ رشید حسن خان، ''اردو کیسے لکھیں''، (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۹۰ء)، ص ۱۱
۱۹۔ مسلم صدیقی، (مرتب)، ''مقالاتِ صدیقی''، (لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۳ء)، ص ۱
۲۰۔ ڈاکٹر محمد اقبالؒ، ''ضربِ کلیم''، (علی گڑھ: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۷۵ء)، ص ۱۶
۲۱۔ ڈاکٹر گیان چند جین، ''اردو کا اپنا عروض''، (نئی دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، ۱۹۹۰ء)، ص ۳۷
۲۲۔ جمیل الدین عالی، ''دوہے''، (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۸۴ء)، ص ۷۷
۲۳۔ ڈاکٹر سمیع اللہ اشرفی، ''اردو اور ہندی کے جدید مشترک اوزان''، (دہلی: جمال پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۴ء) ص ۳۰۷
۲۴۔ ڈاکٹر ظہیر غازی پوری، ''اردو دوہے ایک تنقیدی جائزہ''، (نئی دہلی: ایم آر آفسیٹ پرنٹرس، ۲۰۰۵ء) ص ۹۹
۲۵۔ ڈاکٹر گیان چند جین، ''اردو نظم اور اس کی اصناف''، مشمولہ ماہنامہ ''شب خون''، لکھنؤ، بابت جولائی، اگست، ستمبر ۱۹۸۵ء، ص ۲۵
۲۶۔ شاد باگلکوٹی، ''دوہانجلی''، (ساگر: منجو ناتھ پریس، ۱۹۹۵ء)، ص ۱۶
۲۷۔ علامہ نادم بلخی، ''میٹھی میٹھی بولیاں''، (پٹنہ: مطبع دی آرٹ پریس، ۱۹۹۴ء)، ص ۱۸
۲۸۔ ڈاکٹر گیان چند جین، ''اردو کا اپنا عروض''، (نئی دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، ۱۹۹۰ء) ص ۳۷
۲۹۔ ایضاً
۳۰۔ سید غلام حسنین قدر بلگرامی، ''قواعد العروض''، (لکھنؤ: مطبع شامِ اودھ، ۱۳۰۰ھ)، ص ۳۸۱

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۳۱۔ کندن لال کندن، ''عروضِ پنگل وخلیل''، (نئی دہلی: مطبع جے کے آفسیٹ پرنٹرز، ۲۰۱۳ء)،ص ۲۰۳

۳۲۔ ایضاً

۳۳۔ پروفیسر گوپی چند نارنگ، ''کلیاتِ ہندوی امیر خسروؒ''، (دہلی: ساہتیہ اکادمی، ۲۰۱۷ء)، ص ۲۴

۳۴۔ ڈاکٹر خواجہ فرازؔ بادامی، ''سخن ہائے عروض''، (بیلگام: مطبع امیگا پریس، ۲۰۱۵ء)، ص ۱۹۰

مآخذ

۱۔ اشرفی، سمیع اللہ، ڈاکٹر، ''اردو اور ہندی کے جدید مشترک اوزان''، دہلی: جمال پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۴ء

۲۔ اعظمی، شعورؔ، ڈاکٹر، ''شعورِ عروض''، ممبئی: کتاب دار، ۲۰۰۹ء

۳۔ اقبالؒ، محمد، ڈاکٹر، ''ضربِ کلیم''، علی گڑھ: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۷۵ء

۴۔ بادامی، خواجہ فرازؔ، ڈاکٹر، ''سخن ہائے عروض''، بیلگام: امیگا پریس، ۲۰۱۵ء

۵۔ باگل کوٹی، شادؔ، ''دوہا نجلی''، ساگر: منجو ناتھ پریس، ۱۹۹۵ء

۶۔ بلخی، نادمؔ، علامہ، ''میٹھی میٹھی بولیاں''، پٹنہ: دی آرٹ پریس، ۱۹۹۴ء

۷۔ بلگرامی، غلام حسنین قدرؔ، سید، ''قواعد العروض''، لکھنؤ: مطبع شام اودھ، ۱۸۷۲ء

۸۔ جین، گیان چند، ڈاکٹر، ''اردو کا اپنا عروض''، نئی دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، ۱۹۹۰ء

۹۔ چشتی، عنوانؔ، پروفیسر، ''عروضی اور فنی مسائل''، نئی دہلی: لبرٹی آرٹ پریس، ۱۹۸۵ء

۱۰۔ خان، رشید حسن، ''اردو کیسے لکھیں''، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۹۰ء

۱۱۔ صدیقی، مسلم، (مرتب)، ''مقالاتِ صدیقی''، لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۳ء

۱۲۔ عالیؔ، جمیل الدین، ''دوہے''، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۸۴ء

۱۳۔ عظیم الرحمان، پروفیسر، ''کتاب العروض''، دہلی: عفیف آفسیٹ پرنٹرز، ۲۰۱۱ء

۱۴۔ غازی پوری، ظہیرؔ، ڈاکٹر، ''اردو دوہے ایک تنقیدی جائزہ''، نئی دہلی: ایم آر آفسیٹ پرنٹرس، ۲۰۰۵ء

۱۵۔ فاروقی، شمس الرحمان، ''عروض، آہنگ اور بیان''، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۰۴ء

۱۶۔ کندنؔ، کندن لال، ''عروضِ پنگل وخلیل''، نئی دہلی: جے کے آفسیٹ پرنٹرز، ۲۰۱۳ء

۱۷۔ نارنگ، گوپی چند، پروفیسر، ''کلیاتِ ہندوی امیر خسروؒ''، دہلی: ساہتیہ اکادمی، ۲۰۱۷ء

۱۸۔ ہرگانوی، مناظر عاشق، ڈاکٹر، ''ایک شعر کا عروضی تجزیہ''، پٹنہ: مطبع پاکیزہ آفسیٹ، ۲۰۰۰ء

۱۹۔ ____، شاہدؔ جمیل، ''دوہا رنگ''، نئی دہلی: نرالی دنیا پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء

رسائل وجرائد

۱۔ ماہ نامہ ''شب خون''، لکھنؤ، بابت جولائی، اگست، ستمبر ۱۹۸۵ء

Bibliography

1. Aali, Jameeluddin, *Dohay*, New Delhi: Maktaba-e-Jamia Ltd., 1984.
2. Ashrafi, Samiullah, Dr. *Urdu aur Hindi kay Jadeed Mushtarik Auzan*, Delhi: Jamal Printing Press, 1984.
3. Azeem-ur-Rahman, Prof., *Kitab-ul-Urooz*, Delhi: Afeef Offset Printers, 2011.

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

4. Azmi, Shaoor, Dr., *Shaoor-e-Urooz*, Mumbai: Kitabdar, 2009.
5. Badami, Khwaja Faraz, Dr., *Sukhan hai Urooz*, Belgam: Omega Press, 2015.
6. Bagalkoti, Shad, *Dohanjali*, Sagar: Manju nath Press, 1995
7. Balkhi, Nadim, Allama, *Meethi Meethi Bolian*, Patna: The Art Press,1994
8. Bilgrami, Ghulam Hasnain Qadr, Sayyid, *Qawaid-ul-Urooz*, Lucknow: Matba Sham-e-Awadh, 1872.
9. Chishti, Unwan, Prof., *Uroozi aur Fanni Masa'il*, New Delhi: Liberty Art Press, 1985.
10. Faruqi, Sham-ur-Rahman, *Urooz, Ahang aur Bayan*, New Delhi: National Council for Promotion of Urdu Language, 2004.
11. Ghazipuri, Zaheer, Dr., *Urdu Dohay— Ek Tanqeedi Jaiza*, New Delhi: M. R. Offset Printers, 2005.
12. Harganvi, Manazir Ashiq, Dr., *Ek Shaer ka Uroozi Tajzia*, Patna: Matba Pakeeza Offset, 2000.
13. ____, Shahid Jameel, *Doha Rang*, New Delhi: Nirali Dunya Publications, 2003.
14. Iqbal, Muhammad, Dr., *Zarb-e-Kaleem*, Aligarh: Educational Publishing House, 1975.
15. Jain, Gyanchand, Dr., *Urdu ka apna Urooz*, New Delhi: Anjuman Taraqqi-e-Urdu Hind, 1990.
16. Khan Rasheed Hasan, *Urdu kaisay likhain*, New Delhi: Maktaba-e-Jamia Ltd., 1990.
17. Kundan, Kundan Lal, *Urooz-e-Pingal-o-Khalil*, New Delhi: J. K. Offset Printers, 2013.
18. Narang, Gopichand, Prof., *Kulliyat-e-Hindi Amir Khusrau*, Delhi: Sahitia Academy, 2017
19. Siddiqui, Muslim (Ed.), *Maqalat-e-Siddiqui*, Lucknow: Uttar Pardesh Urdu Academy, 1983

Magazines and Newspapers

1. Monthly *Shabkhoon*, Lucknow, Jul, Aug, Sept. 1985.